حیات
جلالۃ الارشاد
علیہ الرحمۃ والرضوان

حامد القادری المصباحی

فہرست عناوین

۴۸۶
۹۲

انتساب

سلسلۂ عالیہ قادریہ تیغیہ
کے ان تمام متعلقین و متوسلین
کے نام
جن کے
دلوں میں دین کی خدمت اور سلسلہ کی اشاعت کا
سچا جذبہ ہے۔
اور جو
قبول حق و صداقت کے لئے ہمیشہ اپنے دلوں کا دروازہ
کھلا رکھتے ہیں۔

حامد القادری غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید برون

بحمدہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم، صوبۂ بہار صدیوں سے بزرگان دین اور اولیائے کرام کے وجود مسعود سے سربلند و سرفراز رہا ہے۔ ریاست کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی خانقاہیں اور چلّہ گاہیں آج بھی اس بات کی شہادت پیش کر رہی ہیں کہ ان مقامات کو کبھی ان اللہ والوں کے قدموں کا فیضان حاصل رہا ہے جنھوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو سینوں میں بسا کر مذہب اسلام کا مقدس پیغام سارے عالم میں پہنچانے کے جذبۂ بیکراں کے ساتھ بہار کو پُر بہار اور ہندوستان کو جنت نشان بنا دیا تھا۔

آج علم کے نام پر جہالت اور ہدایت کے نام پر ضلالت بانٹنے، سنت کے نام پر بدعت اور ایمان کے نام پر کفر کو فروغ دینے دلانے والی جماعتیں اور جمعیتیں اللہ والوں کے فضائل و کمالات، روحانی محاسن، اخلاقی محامد، تصرفات و اختیارات،

۹۲/۲۸۶

ایک گراں قدر تعزیت نامہ

از: شمس العلماء حضرت علامہ مفتی حکیم محمد نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان الٰہ آباد

بنام

جناب الحاج محمد ادریس صاحب قریشی تبغی کانٹا ٹولی۔ رانچی بہار

۸؍۱؍۸۹

مخدومی! زید احترامکم السلام علیکم

بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ ایک عظیم الشان سانحے کی اطلاع ملی کہ حضرت نمازی شاہ صاحب کا وصال پرملال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن وہ ایک اسلاف کے نمونہ تھے۔ کم گفتن، کم خفتن، کم خوردن کے علمبردار تھے۔ ان کا ہم سب کے سر سے بظاہر اٹھ جانا بے بدل حادثہ ہے۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ انہیں اپنے مخصوص جوار میں جگہ عنایت فرمائے اور ان کے پس ماندگان خصوصاً آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آج ہی یا کل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مدرسہ میں قرآن خوانی کرا کر ایصال ثواب کروں گا۔ فقط والسلام

محمد نظام الدین القادری الحبیبی غفرلہٗ

مدرسہ خیریہ سہسرام ضلع رہتاس بہار

اجمالی تعارف

نام: محمد نمازی

ولدیت: محمد غیور علی

القاب و آداب: جلالۃ الارشاد، رئیس الاتقیاء، غوث بہار

سال پیدائش: ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء

تاریخ بیعت: ۱۱ شوال ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۳۶ء

تاریخ خلافت: از سرکار سرکانہی شریف

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء

—— از شہزادہ غوث اعظم ابو مسعود سید محمود الحسنی القادری محبوب آبادی بمکہ مکرمہ۔ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء بروز پنجشنبہ

تاریخ وصال: ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۹ء شب دوشنبہ مبارکہ بوقت ۹ بجکر ۵ منٹ پر

جائے ولادت: تحتیاں شریف ضلع مظفرپور

مدفن: خانقاہ قادری تحتیاں شریف کا احاطہ نوری

ولادت وطفولیّت

تھتیاں شریف صوبۂ بہار کے مظفر پور ضلع میں شہر سے بیس کلو میٹر جانب جنوب مائل بہ غرب، مرکزِ عقیدت سرکانہی شریف سے اٹھارہ کلومیٹر جانب جنوب مائل بہ شرق حضور سیدنا سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ کے مرشد حضرت سیدنا مولا علی شاہ لال گنجی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ واقع لال گنج سے پچیس ۲۵ کلومیٹر جانب شمال اور جدِ طریقت حضور سیدنا سید شاہ جلال الدین فریدی علیہ الرحمۃ والرضوان (جہاں سے سیدنا سرکار تیغ علی علیہ الرحمہ کو اجازت وخلافت حاصل تھی) کے روضۂ مبارکہ واقع جڑھوا شریف حاجی پور سے چالیس کلومیٹر جانب شمال تھتیاں شریف کے نام سے موسوم ایک کوردہ مسلم آبادی میں حضور سیدنا جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی قادری تیغی علیہ الرحمۃ والرضوان کی پیدائش ۱۳۲۷ھ مطابق ۱۹۰۹ء کی کسی تاریخ کو ہوئی۔

خوش نصیب والدین کریمین نے غالبًا اشارۂ غیبی پر آپ کا نام محمد نمازی رکھا جو اسم بامسمّٰی ثابت ہوا۔ آپ نے سات سال کی عمر سے جو نماز شروع کی تو زندگی کی آخری سانس تک ایک وقت کی نماز سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا بیماری، ہر حال میں نماز کی پابندی کی اور توفیق خداوندی سے ہزاروں

فرزندان اسلام کو نماز کا پابند بنا دیا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اپنا زمانہ خود ہی بناتے ہیں اہل دل
یہ وہ نہیں کہ ان کو زمانہ بنا گیا

ایک بے نام ونشان دیہات کو سرکار نمازی کے قدم کی برکتوں نے تاریخی اور روحانی عظمتوں کا اتنا عظیم الشان امانت دار بنا دیا کہ زمانہ پکار اٹھا ؎

کیوں نہ تھتیاں کی زمیں نازاں ہو اپنے بخت پر
اس کے دامن میں سعادت کا خزینہ آگیا (حامد القادری)

دوسرا شاعر رقمطراز ہوا ؎

تھتیاں جیسی بستی تو خوب دیکھی بھالی ہے
راہِ حق پہ چلنے کی اک جگہ بنا لی ہے (قاری کلیم نوری)

ایک اور شاعر گویا ہوا ؎

ہے عاشقوں کی جنت تھتیاں کی سرزمیں پر
ہے طالبوں کی نعمت تھتیاں کی سرزمیں پر (مفتی اشرف القادری)

تعلیم وتربیّت سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی پوری تعلیم اپنے گاؤں میں ہی ایک خدا رسیدہ سنی صحیح العقیدہ بزرگ سے ہوئی تھی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں ہی زیر سبق تھیں کہ ساری گھریلو ذمہ داریاں آپ کے سر آگئیں اور کاروباری مصروفیات کے باعث روایتی تعلیم کی تکمیل نہ ہوسکی۔ لیکن علماء وصوفیاء کی صحبتوں اور مطالعۂ کتب کے فطری ذوق کے فیضان نے احکام ومسائل شرعیہ کا اتنا عظیم سرمایہ آپ کو عطا کر دیا تھا کہ آپ پوری زندگی

خلقِ خدا کی رہنمائی کرتے رہے۔ وعظ و تقریر بھی کی، مختلف مسائل پر علماء و صوفیاء سے تبادلۂ خیال بھی کیا لیکن کبھی آپ کی زبان و فکر نے لغزش نہیں کھائی۔ فالحمدللہ

کتابی علوم کے ساتھ حضور سیدنا سرکار تیغ علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی جب صحبت حاصل ہوئی اور ان کی نگاہ کیمیا اثر نے سرکار نمازی کی ہر ہر حرکت وادا اور خطرات باطن کی نگہبانی فرمائی تو ذرہ کو آفتاب اور خاک کو اکسیر اور کیمیا بننے میں کیا دیر لگتی ہے

شاہ تیغ علی نے خود جس کی تربیت کی ہے
کیوں نہ اس کی عظمت کا عرش پر علَم ہوگا

عالم طفولیت میں ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ نوّراللہ مرقدہا سرکار سرکاہی علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں آپ کو لے گئیں اور اپنے بچّے کے لئے ایک تعویذ عطا فرمانے کی درخواست کی۔ حضرت سرکار سرکاہی نے گذارش سن کر ارشاد فرمایا۔ "اسے تعویذ کی کیا ضرورت ہے یہ تو خود سراپا تعویذ ہے"۔ شیخ کامل کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے اس مختصر سے جملے کی صداقت کو پوری دنیا نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ صحت جسمانی و روحانی کے لئے سرکار نمازی نے لاکھوں بندگانِ خدا کو وہ تعویذ عطا فرمایا جس نے مکر شیطان اور شرور شیاطین الجن والانس سے انہیں مکمل صحت و شفا اور حفاظت و صیانت عطا فرمائی۔ سچ ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

—— ۔۰۔ ——

تلاش و یافت

حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کے شائق تھے۔ تکمیل آرزو کے لئے قدرت نے یہ سامان فراہم کر دیا کہ آپ کے استاذ جہاں علوم ظاہری سے آپ کو آراستہ کر رہے تھے وہیں وہ ذکر و وظائف اور اوراد و فکر کا طریقہ و سلیقہ بھی تلقین کر رہے تھے۔ استاذ نے اپنے شاگرد رشید کی طلب و جستجو اور ذوق و شوق کو ملاحظہ فرمایا تو پیر کامل کی تلاش کا حکم فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس
وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا	کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی
فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○	راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ

(پ۶، ارکوع ۱۰)

تفسیر جواہر التنزیل میں اس کی تفسیر یوں بیان کی گئی

اِعْلَمْ أَنَّ الْآيَةَ الْكَرِيمَةَ	جان لو کہ آیت مبارکہ نے وسیلے کے
صَرَّحَتْ بِالْأَمْرِ بِابْتِغَاءِ	حکم کی تصریح فرمائی اور وسیلہ کے
الْوَسِيلَةِ وَلَا بُدَّ مِنْهَا اَلْبَتَّةَ	بغیر چارۂ کار نہیں کیونکہ اللہ عزّوجل
فَإِنَّ الْوُصُولَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى	تک رسائی وسیلہ ہی سے ہو سکتی
لَا يَحْصُلُ إِلَّا بِالْوَسِيلَةِ	ہے اور وسیلہ علمائے حقیقت

وَهِیَ عُلَمَاءُ الْحَقِیْقَةِ وَمَشَائِخُ الطَّرِیْقَةِ   اور مشائخ طریقت ہیں۔

لطف ازلی اور قدرت خداوندی خود اپنے اس نیک بندہ کو معراج کمال پر فائز کرنا چاہتی تھی اس لئے تلاش و جستجو نے سرکاری نمازی کو حضور غوث الاغوث قدوۃ السالکین شیخ المشائخ محبوب الاولیاء الحاج الشاہ محمد تیغ علی قادری مجددی آبادانی فریدی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ عالم پناہ میں جا کر ڈال دیا۔ شفیق استاذ کے فیض صحبت نے آپ کو اتنا شعور بخش دیا تھا کہ ؎

رہزن بھی کچھ شریک ہیں رہبر کے بھیس میں
یہ حال ہے تو کون چلے کارواں کے ساتھ

اس دور میں خاندانی پیروں کی کمی نہ تھی جن کا سالانہ اور ششماہی دورہ غلہ اور نقدی کی وصولی کی غرض سے گاؤں گاؤں ہوتا رہتا تھا۔ انہیں جب شریعت کی ابجد سے واقفیت نہیں تھی پھر وہ طریقت میں کتنا قدم چل سکتے تھے۔ ایسے پر آشوب دور میں سرکار نمازی کو جس رہبر کامل اور مرشد برحق کی تلاش تھی وہ سرکار تیغ علی کی شکل میں تقویٰ و طہارت، عبادت و ریاضت، زہد و استغناء، شرافت و پاکیزگی صبر و رضا اور ذکر و فکر کے انوار و تجلیات کا پیکر محسوس آنکھوں کے ذریعہ قلب و روح کی گہرائیوں میں اتر گیا۔ گوہر مراد کے ملتے ہی آپ نے ہاتھ بڑھایا، دامن تھاما اور ہمیشہ کے لئے اسیر زنجیر عشق اور قتیل تیغ محبت ہو گئے ؎

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
میرے دونوں ہاتھ نکلے کام کے

—— ۰ ——

بیعت و ارادت

ارشاد خداوندی ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔
(پارہ ۲۶، رکوع ۱۱)

بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ الَّذِیْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ
(پارہ ۲۶، رکوع ۹)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

بیعت سنت مسلوکہ فی الدین ہے اس کی خوبی پر سواد اعظم کا اجماع ہے۔ بیعت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ بیعت برکت ۲ بیعت ارادت۔

آج کل عام بیعتیں بیعت برکت ہی ہیں۔ یہ بیعت بھی فی نفسہٖ سعادت ہے کہ بزرگوں کے سلسلے میں داخل ہو جانا نشان سعادت مندی ہے۔ ؏

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

بیعت برکت کے لئے شیخ اتصال کافی ہے۔ شیخ اتصال کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں۔ بغیر ان کے بیعت جائز نہیں۔

۱۔ سنی صحیح العقیدہ ہو ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے چلا جائے گا۔

۲۔ اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال لے۔ نہیں تو حلال حرام، جائز ناجائز کا فرق نہ کر سکے گا۔

۳۔ فاسق معلن نہ ہو کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور پیر کی تعظیم ضروری۔

۴۔ اس کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو، ورنہ اوپر سے فیض نہ پہونچے گا۔

شیخ اتصال کے ذریعہ بیعت کرنے والے کے ہاتھ پر مرشد اعظم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس ہاتھ ہوتا ہے جو نائب دست قدرت ہے۔

اب رہ گئی بیعت ارادت، تو اس کی اہلیت سب نہیں رکھتے۔ بیعت ارادت شیخ ایصال کے ہاتھ پر ہوتی ہے جو راہ سلوک کی تمام باریکیوں سے آگاہ اور واصل الی اللہ ہو۔ یہی بیعت سالکین اور مقصود مشائخ مرشدین ہے یہی بیعت فلاح احسان تک پہنچاتی ہے مکتوبات صدی میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ تَرْكُ الْاِرَادَةِ یعنی ارادت کل خواہشات کو چھوڑ دینا ہے۔ حدیث شریف میں ہے ہماری امت میں ہمیشہ تین سو چھپن[۳۵۶] ولی موجود رہتے ہیں انہیں کے دم قدم سے عالم قائم رہتا ہے، انہیں کی برکت سے اہل زمین پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی صفت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اَلزَّاهِدُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالرَّاغِبُوْنَ فِي الْآخِرَةِ وَالرَّاضُوْنَ بِقَضَاءِ اللهِ وَقَدَرِهٖ یعنی وہ دنیا سے اعراض کرنے، آخرت سے رغبت رکھنے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور تقدیر پر راضی رہتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ پیر کی اشد ضرورت ہے اور اس کی بدولت ہزاروں فائدے ہوتے ہیں۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ ازلی سرکش اور مرید کو پیر مُرید صادق بنا دے۔ بزرگوں کا مقولہ ہے واللہ باللہ اس بارگاہ میں جھوٹ موٹ بھی پڑا رہنا اس سے اچھا ہے کہ دوسروں کی بارگاہ میں سچائی کے ساتھ سر رگڑا کریں۔ کم سے کم دوسری بارگاہوں میں یہ لم لگی ہوئی ہے کہ اگر کامیابی نہ ہوئی تو سراسر ذلت ہے۔ اور یہ دربار تو ایسا دربار ہے کہ بہرحال حاضری سرفرازی ہے۔ یہاں کی ذلت عین عزت ہے ؎

کوئی تو پی کے نکلے گا اڑے گی کچھ تو بو منھ سے
در پیر مغاں پر مئے پرستو مچل کے بستر ہو

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ بیعت کے معنی ہیں پورے طور پر بک جانا۔ لوگ رسمی بیعت ہوتے ہیں اور بیعت کے معنی نہیں جانتے۔ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے فرمایا اپنا ہاتھ بڑھاؤ تمہیں دریا سے نکال دوں۔ عرض کی میں نے یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دیدیا ہے دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر غائب ہوئے اور یحییٰ منیری قوت قدسیہ سے پہنچے اور اپنے مرید کو دریا سے نکالا۔

حضور سیدنا جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کو حضور سیدنا شیخ المشائخ سرکار کلاں کا ہنی علیہ الرحمہ جیسے شیخ ایصال اور مرشد برحق کا وسیلہ کرامت حاصل ہو گیا تو آپ نے شیخ کامل کی صحبت سے بھرپور استفاضہ و استفادہ کیا۔ مرید ہونے کے قبل بھی جب موقع ملتا ایک ولی کامل کی بارگاہ میں حصول برکت اور کسب فیض کی خاطر بصد ادب و احترام حاضری دیا کرتے۔ اور مرید ہونے کے بعد

توآپ کا عالم ہی کچھ اور ہوگیا۔ سرکار سرکاہی علیہ الرحمہ اپنے وطن مالوف گوریارہ شریف میں اقامت گزیں ہوتے یا بعد ہجرت سرکاہی شریف یا علاقہ میں کہیں پندرہ بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر تشریف فرما ہوتے۔ سرکار سمنازی اور دیگر مخلص مریدین دن بھر فکر معاش اور تلاش رزق میں مصروف ہوتے لیکن رات کو یہ سارے پروانے مختلف گوشوں سے دوڑ کر شمع ولایت پر جاں نثار کر کے حیات ابدی کے راز سربستہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے فکر معاد میں اکٹھے ہوجاتے۔ اور جب سرکار سرکاہی علیہ الرحمہ سفر پر کہیں باہر دور دراز کے شہروں میں ہوتے تو یہ مخلصین امت راہ کی صعوبتوں اور سفر کی مشقتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان شہروں تک بھی پہنچ جاتے۔ اور فیض صحبت، ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کے انوار سے اپنی روحانیت کو نکھارنے میں مصروف ہوجاتے۔ چنانچہ رنگون حالیہ بنگلہ دیش کا ایک شہر، کلکتہ، کیٹہار، غازیپور، آرہ شریف وغیرہ شہروں میں سرکار سمنازی نے سرکار سرکاہی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کیا۔

حضور سیدنا سرکار سرکاہی کے فیض تربیت اور برکت صحبت نے سرکار جلالۃ الارشاد کو شریعت و طریقت کے اس درجۂ کمال پر پہونچا دیا جو ایک مرشد کامل اور شیخ طریقت کا لازمی وصف اور ضروری عنصر ہے۔ نماز تہجد کی پابندی، اوراد و وظائف پر مداومت، قرآن پاک کی تلاوت، مصیبت زدوں کی اعانت، علوم دینیہ کی ترویج اور احکام شرعیہ کی اشاعت میں سرکار سمنازی نے اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کی سچی نیابت کا حق ادا کیا۔ ولنعم من قال ؎

جوہرے جز خود شناسی نیست در بحر وجود

ما بگرد خویش می گردیم چوں گرداب ہا

سرکار سمنازی نے اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ سے ۱۱ شوال المکرم ۱۳۵۹ھ کو شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ سرکار تیغ علی علیہ الرحمہ کی طرف سے دی جانے والی سند بیعت و شجرۂ طریقت سے ظاہر ہوا۔ حضور سرکار سمنازی نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں بیس سال سے زیادہ کی مدت تک رہ کر اکتساب فیضان نظر کیا۔ فالحمد للہ۔

خلافت و اجازت

حضور سیدنا سرکار سرکاہی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مرید کامل سیدنا سرکار سمنازی کو تمام اوراد و اشغال روحانی، اذکار و وظائف نورانی، علوم و معارف شریعت و طریقت اور اسرار و رموز حقیقت و معرفت سے مالامال کر دیا۔ اور سلوک و عرفان کے سارے ممکنہ مدارج و مراتب طئے کرا دیئے تو مرید ہونے کے تقریباً آٹھ سال کے بعد مورخہ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ کو اپنے خلفاء و مریدین کی مخصوص نورانی محفل میں خلافت و اجازت کی دستار بندی کر کے سند خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ اور خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی کی عظیم دینی و روحانی ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی۔ ذیل میں خلافت نامہ کی نقل بطور تبرک زینت قرطاس ہے۔

٧٨٦
٦٠٦

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

امابعد! خلافت واجازت سلسلہ قادریہ آبادانیہ فریدیہ کی جس طرح مرشدی ومولائی سید شاہ جلال الدین جڑھوی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے پہونچی ہے میں نے عزیزی محمد نمازی شاہ سلمہٗ کو دی ۔ انہیں چاہئے کہ طریق مذکور میں لوگوں کی بیعت لیا کریں ۔ اور جواذکار واشغال مجھ سے انہیں پہونچے ہیں تعلیم وتلقین کیا کریں اور مجھے اپنی خلوت وجلوت میں یاد رکھیں ۔ آمین ثم آمین ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

دعاگو

فقیر محمد تیغ علی غفرلہٗ

قادری آبادانی فریدی مقام سیروکاہی

ڈاکخانہ سیگار ضلع مظفرپور

تاریخ ٢٠ رمضان المبارک ١٣٦٧ھ

مذکورہ بالا مقدس خلافت نامہ میں حضور سیدنا شیخ المشائخ سرکار سرکاہی نے جن اذکار واشغال کے عطا فرمانے کا ذکر فرمایا ہے موجودہ زمانہ کی غفلت وسستی کے پیش نظر ضروری سمجھتا ہوں کہ اس نعمت سینہ کو لوح سفینہ کے حوالے کر دوں ۔

——— ٠-٠ ———

تعلیماتِ طریقت

ذاکر با وضو تاریک مقام میں دوزانو بیٹھے دائیں پاؤں کے انگوٹھا کو بائیں پاؤں کے انگوٹھا اور بغل کی انگلی کے بیچ پھنسا دے تاکہ پورا بدن بندھ جائے پھر گیارہ بار درود شریف صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، گیارہ بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ اور گیارہ بار یا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ اَلْجِيْلَانِيْ شَيْئًا لِلّٰهِ پڑھکر سینہ پر دم کرے اور ہاتھ پر دم کرکے ہاتھ سینہ پر پھیر لے اور آنکھیں بند کرکے قلب کی طرف متوجہ ہوکر اپنے شیخ کا اس طرح تصور کرے کہ شیخ ہمارے سامنے بیٹھکر ہمیں توجہ دے رہے ہیں ۔ اور شیخ کے قلب کے اوپر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہے اور شیخ کے قلب کے نیچے اپنے قلب کا تصور کرے اور یہ خیال جمائے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے روشنی چھن کر ہمارے شیخ کے قلب پر اور وہاں سے ہمارے قلب پر فائض ہو رہی ہے ۔ اتنا خیال جماکر ذکر شروع کرے اور ذکر کے درمیان تین مقامات کو دھیان میں رکھے ۔ لطیفۂ سر میں شیخ کو لطیفۂ قلب میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور دونوں آنکھوں کے درمیان جلوۂ خداوندی کو بسالے ۔ اسی کو مراقبہ بھی کہتے ہیں ۔

ذیل میں لطائف ستہ کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ذاکر کو حصول مراد

میں آسانی حاصل ہو۔

اخفیٰ
دماغ

خفی
پیشانی

روح | سر | قلب
زیرِ پستان راست | درمیان سینہ | زیرِ پستان چپ

نفس
زیرِ ناف مقابلِ قلب

لطیفۂ اخفیٰ نورانی کو عالمِ حیرت یا ہاہوت بھی کہتے ہیں۔ اس کا نور سبز اور بقول بعض سیاہ ہے۔ لطیفۂ خفی نورانی کو عالمِ ہویا ہاہوت بھی کہتے ہیں اس کا نور سیاہ اور بقول بعض اودہ نیلگوں ہے۔ لطیفۂ سرّی نورانی عالمِ لاہوت ہے اس کا نور سفید، سرخ اور بقولے سبز ہے۔ لطیفۂ روح نورانی اسے عالمِ روح یا جبروت بھی کہتے ہیں۔ اس کا نور زرد، سبز، سرخ اور بقول بعض سفید ہے۔ لطیفۂ قلب کو عالمِ مثال یا ملکوت بھی کہتے ہیں۔ اس کا نور سرخ اور بقول بعض زرد ہے۔

۱۔ **پاس انفاس :** ——— دل کی طرف متوجہ ہو کر سانس اندر کی طرف کھینچ کر باہر کی طرف چھوڑ دے اور یہ خیال کرے کہ اندر سے کھینچتے وقت آلاّ اور باہر چھوڑتے وقت ھٗ ادا ہو رہا ہے اس ذکر کی ادائیگی کے وقت زبان الٹ کر اوپر کے تالو میں لگ جائے گی۔

۲۔ **پاس انفاس بطورِ دیگر:** ——— بطریقۂ مذکورہ سانس اندر سے کھینچ کر روک لے اور سر کے اشارے سے اللہ اللہ کہے اور جب سانس ضبط نہ ہو تو ھٗ کہتے ہوئے دل پر سانس کھول دے۔

۳۔ **نفی اثبات قلبی :** ——— حبسِ دم کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا۔ چہار ضربی اس طرح پڑھے لَا مقامِ نفس سے اِلٰہَ کا اِسر سے اور لَا کہتے ہوئے سر اٹھائے اور دائیں طرف مقامِ روح پر ہَ کی ضرب لگاتے ہوئے قلب پر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے جتنی بار یہ ذکر کرنا ہو کرے اور آخر میں ایک بار محمّد رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھے۔ سہ ضربی کا طریقہ یہ ہے لَا کہتے ہوئے سر اتنا جھکائے کہ گھٹنوں کے قریب پہونچ جائے اور اِلٰ کہتے ہوئے سیدھا ہو کر ہَ کی ضرب روح پر اور اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر لگائے سہ ضربی اور چہار ضربی دونوں طرف سے کرے یعنی ہَ کی ضرب روح پر اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب قلب پر یا ہَ کی ضرب قلب پر اور اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب روح پر لگائے۔

۴۔ **اسمِ ذات :** ——— یعنی حبسِ دم کے ساتھ سر کے اشارے سے اللہ اللہ ہر لطیفہ پر پڑھے۔ پہلے لطیفۂ قلب پر، پھر روح پر، پھر نفس پر، بعدہٗ سر پر، پھر خفی پر اور آخر میں اخفیٰ پر۔ ہر مقام پر ایک معین تعداد میں پڑھے اور پہلے لطیفۂ قلب پر (۳۶۰) تین سو ساٹھ مرتبہ تک پہونچائے پھر لطائف ستہ میں سے ہر مقام پر ایک معین تعداد مثلاً پچاس پچاس، یا سو سو مرتبہ حسبِ طاقت و استطاعت پڑھا کرے۔

۵۔ نفی اثبات جھری : ــــــ یعنی آواز کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرنا۔ یہ ذکر نفی اثبات قلبی کی طرح سہ ضربی اور چہار ضربی دونوں طریقوں سے پڑھا جائے اور آخر میں ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ لے۔

۶۔ دور قادریہ : ــــــ منہ بند کر کے زبان تالو میں لگائے اور حبس دم کے ساتھ سر جھکا کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں، انگشت شہادت، وسطیٰ اور بنصر سے دونوں آنکھوں کو، دونوں انگوٹھوں سے دونوں کانوں کو اور دونوں خنصر سے اوپر سے ناک کو بند کرے اور دل سے حسب استطاعت پڑھے۔

اَللّٰہ سَمِیْع بَصِیْر عَلِیْم اللّٰہ۔ اَللّٰہ عَلِیْم بَصِیْر سَمِیْع اللّٰہ

۷۔ ذکر طاؤسی : ــــــ حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہُ ؁ مَافِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہ ؁ نُوْرُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ ؁ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ؁ بائیں طرف سے جھومتے ہوئے شروع کر کے دائیں طرف لیجائے پھر بائیں طرف لا کر جَلَّ اللّٰہُ غَیْرُ اللّٰہ، صلی اللہ اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب قلب پر لگائے یہ ذکر جہری ہے۔

۸۔ ذکر طاؤسی بالفاظ دگر : ــــــ لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہ ؁ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ ؁ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہ ؁ لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰہ ؁ لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہ ؁ ذکر نمبر ۷ کی طرح جھومتے ہوئے اِلَّا اللّٰہ کی ضرب قلب پہ لگائے یہ ذکر بھی جہری ہے۔

۹۔ ذکر طاؤسی بالفاظ دگر : ــــــ ھُوَ الْحَق مذکورہ بالا دونوں طاؤسی اذکار کی طرح جھومتے ہوئے ھُوَ ال کہہ کر حق کی ضرب دل پر لگائے

یہ ذکر بھی جہری ہے۔

۱۰۔ ذکر جھری : ــــــ یَاحَق میں یا کہتے ہوئے سر اوپر اٹھائے اور حَق کی ضرب دل پر لگائے۔

۱۱۔ ذکر قمری جھری : ــــــ حق سِرَّہٗ میں حق کی ضرب قلب پر سِرَّہٗ کی ضرب روح پر لگائے۔

۱۲۔ ذکر روحی جھری : ــــــ یَارُوْح یَارُوْح الرُّوْح قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یَارُوْح کہکر سر اوپر اٹھائے اور یَارُوْح الرُّوْحِ کی ضرب قلب پر لگائے۔

۱۳۔ ذکر قدوسی جھری : ــــــ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ ؁ سُبُّوْحٌ کی ضرب دائیں مونڈھے پر قُدُّوْسٌ کی ضرب بائیں مونڈھے پر لگا کر رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ کہتے ہوئے سر اوپر اٹھائے اور الرُّوْحِ کی ضرب قلب پر لگائے۔

۱۴۔ ذکر توحیدی جھری : ــــــ دائیں مونڈھے پر لَا اِلٰہَ کی ضرب لگائے اور بائیں مونڈھے پر اِلَّا اللّٰہ کی۔

۱۵۔ سلطان الاذکار : ــــــ لطائف ستہ ہیں۔ سے ہر مقام کا ایک ساتھ تصور کر کے اسم ذات اَللّٰہ اَللّٰہ حبس دم کے ساتھ سر کے اشارے سے پڑھے اس کی حد چار ہزار مرتبہ ہے جس کا مجموعہ چوبیس ہزار ہو جاتا ہے۔

۱۶۔ نفی اثبات قلبی بنوع دگر : ــــــ لَا اِلٰہَ کہتے ہوئے سر جھکائے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے ہوئے سر اوپر اٹھا کر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب قلب

پر لگائے پھر لَا اِلٰہَ کہتے ہوئے سر جھکائے اور اِلَّا اللّٰہ کی ضرب روح پر لگائے

۱۷۔ **قلبی درود شریف:** ـــــــــ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حبس دم کے ساتھ یہ تصور جماکر پڑھے کہ ہمارے آقا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سونے کی کرسی پر ہمارے سامنے جلوہ افروز ہیں اور ان پر انوار و تجلیات کی جھماجھم بارش ہو رہی ہے اور ہم ان کی بارگاہ میں درود شریف عرض کر رہے ہیں صَلَّی اللّٰہ میں صَلَّی اَللّٰ کی ضرب دل پر لگاتے ہوئے ہُ کی روح پر اور عَلَیْكَ کی قلب پر لاکر یا کہتے ہوئے سر اوپر اٹھائے اور رَسُوْلَ اللّٰہ کی ضرب قلب پر لگائے۔ قلبی درود شریف کا وِرد تمام اذکار کے بعد کیا جاتا ہے۔

فائدہ: تمام اذکار دو زانو بیٹھ کر کئے جاتے ہیں۔ صرف ذکر نفی اثبات چہار ضربی جہری ہو یا سری، چار زانو بیٹھ کر کیا جاتا ہے۔ چار زانو بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور بغل کی انگلی کی درمیانی گھائی میں بائیں پاؤں کے گھٹنے سے اوپر کی رگ کو جسے کیموس کہتے ہیں مضبوطی سے پھنسا دے پھر ذکر شروع کرے۔

تعلیم خمسہ:۔ اس ذکر کے پانچ ارکان ہیں۔

اول: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ دو سو مرتبہ

دوم: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۰ دو سو مرتبہ

سوم:۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۰ ایک سو مرتبہ

چہارم:۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۰ ایک سو مرتبہ

پنجم:۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۰ پانچ سو مرتبہ

ضروری ہدایت: مذکورہ بالا تمام اذکار و وظائف سلسلۂ عالیہ قادریہ

تیغیہ کے کسی شیخ طریقت کی اجازت ہی سے عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔ بلا اجازت شیخ ان پر عمل کرنے سے سخت نقصان و ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

خلافت نامۂ دیگر

۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء میں جب حضور سرکار نمازی علیہ الرحمہ کو حج و زیارت کی خاطر حرمین شریفین میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی تو فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد شہزادۂ غوث اعظم حضرت علامہ ابو مسعود سید محمود حنفی قادری محبوب آبادی قدس سرہ القوی نے بھی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ خلافت نامہ کی نقل حسب ذیل ہے۔

بِسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی شَانُہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ فقیر سائل بارگاہ مصطفےٰ و درب قدیر وارد حرم مکہ مکرمہ ابو مسعود سید محمود الحنفی القادری محبوب آبادی نے حسب التماس اخی فی اللہ وحبی للہ محمد نمازی بن غیور علی القادری کو اپنے ولی نعمت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں بسلسلۂ اشرفی القادری بعد اخذ عہد استقامت علی الدین والایمان وتبلیغ حق و تردید باطل اپنے مشائخ کی اجازت و فیض و برکت کے ساتھ اجازت دی۔ اللہ تعالیٰ و تبارک سلسلہ و مساعی مشروعہ میں نور و برکت دے۔ آمین۔ بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ اٰخِرِ الْمَبْعُوْثِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

فقیر ابو مسعود سید محمود الحنفی القادری محبوب آبادی
نزیل مکہ مکرمہ ۔ ۱۴؍ ذی الحجہ یوم الخمیس ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۱ء

گرد و پیش

حضور سیدنا سرکار سنازی علیہ الرحمہ نے جس دور میں رشد و ہدایت کی ذمہ داری قبول فرمائی وہ دور مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے نہایت پرآشوب اور مخدوش دور تھا۔ آپ کے علاقہ کے اکثر مسلمان گوناگوں اقسام کی غلط کاریوں اور غفلت شعاریوں میں مبتلا تھے۔ جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تاڑی اور شراب نوشی عام تھی۔ شادی بیاہ اور دوسرے موقعوں پر عورتوں کا گانا بجانا عام تھا۔ جو شادیاں سنت کے مطابق ادا ہوتیں اور ان میں ناچ و رنگ اور گانے بجانے کی آمیزش نہ ہوتی انہیں جنازہ سے تعبیر کیا جاتا۔ نماز کے نام پر صرف نماز جنازہ، نماز جمعہ اور عیدین ہی لوگ ادا کرتے۔ بہت سے گاؤں میں غیر مسلموں کا تہوار ہولی، دیوالی، چھٹھ وغیرہ جوش و خروش سے منایا جاتا۔ گھروں، چولہوں، بالنس اور گھاس پھوس کی بنی ہوئی ٹوکریوں اور دیگر ظروف کو گائے بیل بھینس کے گوبر سے لیپ کر انہیں اپنے استعمال میں لایا جاتا۔ عوام تو کالانعام تھے۔ اس زمانہ کے بعض نام نہاد پیروں نے ٹھگی اور سینہ زوری کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ہر چھ ماہ پیران کا دورہ ہوتا وہ ہر گاؤں میں ایک ایک چھری پڑھ کر دے جاتے جس سے پیر صاحب کے دوبارہ آنے تک تمام جانور ذبح کئے جاتے۔ تاڑی کو تاڑ اور کھجور کا رس کہہ کر مریدوں ہی سے منگواتے۔ خود بھی پیتے اور مریدوں کو بھی پلاتے تھے۔ بغرض کہ ؎

ایک ہنگامۂ محشر ہو تو اس کو بھولوں
سینکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

ایسے پرآشوب ماحول میں جبکہ بہتوں کا عذر ہوتا ہے ع

پنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغدار شد

سرکار سنازی نے جسم انسانیت کے تمام زخموں پر مرہم شفا رکھنے کا عزم کیا۔ اور حضور سیدنا سرکار تیغ علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں ان غلط کاریوں اور گمراہیوں پر قدغن لگانے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اگرچہ بہت سے موقعوں پر مخالفتیں بھی ہوئیں۔ ایذائیں بھی ملیں، طرح طرح کی پریشانیوں سے دوچار بھی ہوئے لیکن آپ نے اپنے فرائض منصبی سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ آپ کو ہر آن اپنی ذمہ داری کا احساس رہا۔ آپ کا اعلان تھا ؎

ہوائے تیرہ شبی کتنی ہی مخالف ہو
ہمارا کام چراغوں کی لو بڑھانا ہے

جس گاؤں میں مسجد نہیں تھی وہاں مسجد تعمیر کرائی، ہر گاؤں میں مکتب قائم کرائے امام اور معلم رکھوائے۔ بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں میں حصول تعلیم کا جذبہ بیدار کیا۔ میلاد پاک کی محفلوں میں اخلاقی اور سماجی برائیوں کے خلاف تقریریں کر کے لوگوں میں صراط مستقیم پر چلنے کا شوق پیدا کیا۔ عوامی اور نجی مجلسوں میں طہارت و پاکیزگی، نماز و روزہ، اخلاق و محبت، سنت و شریعت، اساطین امت، اکابر دین و ملت کی باتیں ذکر کر کے اکثر لوگوں کو دینی معلومات کا خزانہ عطا فرمایا۔ آپ نے اپنے عمل و اخلاص سے ثابت کر دیا ؎

حوصلہ ہی اصل شئ ہے حوصلہ ہو گر بلند
ماہ و انجم پہ پہنچ جانا کوئی مشکل نہیں

اس موقعہ پر ایک واقعہ کا ذکر میں مناسب سمجھتا ہوں جس سے ایک طرف اس زمانہ کی جہالت وگمراہی ومذہبی بے حسی وغفلت کوشی کا پتہ چلے گا تو دوسری طرف سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے احساس ذمہ داری اور ادائیگی فرض کا انداز معلوم ہو گا
ایک گاؤں سے حضور سرکار نمازی کے پاس میلاد پاک کی دعوت آئی ۔ آپ نے حسب دستور دعوت قبول فرما لی ۔ اور تاریخ مقررہ پر نماز مغرب سے قبل اس گاؤں میں تشریف لے گئے ۔ نماز مغرب کے بعد میلاد شریف شروع ہوا اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد پروگرام ختم ہو گیا ۔ صلاۃ وسلام اور دعا کے بعد صاحب خانہ نے آپ کے سامنے شاہانہ خلعت لاکے رکھا اور بغل کے کسی دروازہ سے نوشاد سمیت ایک بارات محفل میں آکر بیٹھ گئی ۔ سابقہ اطلاع کے بغیر اچانک بارات کے اس طرح نمودار ہونے سے سرکار علیہ الرحمہ حیرت میں پڑ گئے ۔ پتہ چلا کہ صاحب خانہ کی لڑکی کی یہ دوسری شادی ہے بارات سامنے ہے اور نکاح حضور کو پڑھانا ہے ۔ آپ نے پہلی شادی کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا کہ لڑکی کو پہلے شوہر کے گھر پہ کافی تکلیف تھی اس لئے اس کو وہاں نہ بھیج کر اب دوسری شادی کر دی جا رہی ہے ۔ طلاق کے بارے میں استفسار فرمایا تو معلوم ہوا کہ شوہر نے طلاق نہیں دی ہے ۔ سرکار نمازی نے فرمایا کہ میں غیر مطلقہ عورت کا نکاح نہیں پڑھا سکتا ۔
گاؤں کے غیر مسلم مکھیا ، سرپنچ اور دیگر غیر مسلم سربرآوردہ لوگوں کو

صورتحال کا علم ہوا تو وہ لوگ محفل میں آگئے اور گاؤں کی عزت کا حوالہ دیتے ہوئے سرکار نمازی علیہ الرحمہ سے نکاح پڑھا دینے کی گزارش کی ۔ سرکار علیہ الرحمہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اگر کسی قبالہ دار زمین دار کی زمین اس کی مرضی کے بغیر ہم کسی دوسرے آدمی کو لکھ دیں تو کیا اس زمین پر دوسرے کا قبضہ جائز ہو گا ۔ متفقہ طور پر تمام حاضرین نے کہا کہ مالک زمین کے علاوہ دوسرا کوئی شخص اس کی زمین بیچنے کا حق بھی نہیں رکھتا ، اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو یہ عمل غلط ہے ۔ آپ نے نہایت جلال میں فرمایا پھر یہ لڑکی ایک مرد کے نکاح میں ہے اس کی طلاق کے بغیر دوسرے کے عقد میں اس لڑکی کا دینا کیسے جائز ہو گا ؟ ۔ سب نے کہا کہ یہ بات ہماری سمجھ میں تو آگئی کہ ایسا کرنا صحیح نہیں ہے لیکن یہاں گاؤں کی عزت کا سوال ہے اگر بغیر شادی کے بارات واپس چلی گئی تو ہم سارے ہندو مسلمانوں کی ناک کٹ جائیگی ۔
جب سرکار نمازی کی طرف سے مکمل انکار دیکھا تو غیر مسلموں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ لوگ نکاح پڑھانے والے کو کتنا نذرانہ دیتے ہیں ۔ لوگوں نے بتایا کہ عام طور سے ایک روپیہ یا سوا روپیہ دیا جاتا ہے ۔ غیر مسلموں نے چند قسطوں میں نکاح خوانی کی رقم پانچ روپے تک بڑھا دی لیکن ادھر سے مکمل سرد مہری رہی ۔ آخر میں مکھیا نے سرکار نمازی سے کہا کہ جب آپ کو ہمارے گاؤں کے ہندو مسلمان کسی کی بات کا خیال نہیں تو آپ ہمارے گاؤں سے ابھی چلے جائیں ۔ سرکار نمازی نے موقع کو غنیمت جان کر سائیکل اٹھائی اور وہاں سے چل پڑے ۔ ابھی چند گز ہی گئے تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی ۔ آپ تاریک رات میں گرتے پڑتے بارش میں بھیگتے بھوکے پیاسے بارہ ایک بجے رات کو گھر واپس آگئے ۔

بجھے چراغ جلانا تو اک بہانہ تھا
ہمیں تو زور ہواؤں کا آزمانا تھا

مذکورہ بالا صرف ایک واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سرکار نمازی نے کیسے خطرناک ماحول میں مذہب اسلام کی اشاعت اور سلسلۂ قادریہ تیغیہ کے فروغ کا کام انجام دیا ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تَصَلّبُ فی الدّین

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضور سیدنا سرکار جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کے اندر رنگ و نسل، قومیت و وطنیت، علم و فضل اور زبان و بیان کا کوئی تعصب و تکبر نہیں تھا۔ ہاں دینی تصلّب جو لازمۂ ایمان اور شان مومن ہے وہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ اپنی تقریروں اور مجلسی گفتگو میں تمام لوگوں سے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حق والوں کو باطل جماعتوں سے ہرگز گھال میل رکھنا جائز نہیں ؎

عشق اعجاز شرکت کا قائل نہیں
یا محمد کا بن یا زمانے کا بن

بدعقیدوں اور بارگاہ انبیاء و اولیاء کے گستاخوں سے آپ کو خدا واسطے کا بیر تھا۔ آپ مسلک اہل سنت و جماعت پر لوگوں کو سختی سے گامزن رہنے اور کسی گمراہ اور گمراہ گر کے فتنے میں نہ آنے کی تاکید فرماتے رہے۔ چھوٹا ناگپور کا علاقہ آج بھی اس کی شہادت دیتا ہے کہ بہت موقعوں پر سینکڑوں بدعقیدوں نے آپ کو گھیر لیا اور مسلک اہل حق کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکلوانے کے لئے ترغیب و ترہیب کے کتنے ہی ذرائع استعمال کر ڈالے لیکن بحمدہ تعالیٰ آپ سے اپنا من مانا کچھ کہلوانے کی حسرت ناکام لیکر ان بدعقیدوں کو واپس ہونا پڑا۔ اس قسم کے مواقع پر آپ کی زبان سے یہ اعلان ہوتا ؎

کہیں پھونکوں سے بجھتی ہے تجلّی نورِ ایماں کی
ہوا رک کے تو کشتی تیز چلتی ہے مسلماں کی

۱۹۷۱ء ۱۳۹۰ھ میں جب سرکار نمازی علیہ الرحمہ حج کے موقعہ پر منیٰ شریف میں خیمہ زن تھے تو چند تبلیغی وہابی ہاتھوں میں تسبیح اور پیشانیوں میں کالا داغ عداوت لیکر آپ کے خیمہ میں آئے اور کہنے لگے۔ کہئے حاجی صاحب! آپ نے ہندوستان میں جو دیکھا ہے وہ یہاں دیکھا ؟ آپ نے وضاحت طلب کی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہندوستان میں جو بدعتیں آپ نے دیکھی ہیں وہ بدعتیں آپ کو یہاں دیکھنے کو ملیں ؟ حضرت نے فرمایا جب تک مجھے حج و زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا میں آپ لوگوں کی بدعت کی وظیفہ خوانی پر خاموش رہ جایا کرتا تھا۔ یہاں آنے کے بعد تو اب سبھوں کو بدعت نہیں سنت سمجھتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس کا مطلب پوچھا تو حضرت نے فرمایا پہلے آپ لوگ قیام و سلام کو بدعت کہتے

تھے اور یہاں ہم نے روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سارے زائرین کو کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام عرض کرتے دیکھا۔ آپ لوگ کہتے تھے کہ صرف خدا کو مانو اور کسی کو نہ مانو یہاں ہم نے سب کچھ دیکھا کہ وہ خدا اور رسول کو مانتے ہوئے خانۂ کعبہ کو بھی ایک حقیقت مانتے ہیں مقام ابراہیم کو مصلیٰ مان رہے ہیں۔ صفا و مروہ کو شعائر اللہ مانتے ہیں منیٰ، مزدلفہ، عرفات وغیرہ سارے مقامات کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے اور قابل حرمت وعظمت مانتے ہیں۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہوئے بھرپور احساس ہوا کہ یہاں بھی اللہ کے ولیوں کے نشان قدم پر چلنا سرفرازی وارجمندی کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان میں اگر بزرگوں کے مزارات پر ہم نے چادر چڑھتے دیکھا ہے تو یہاں مکہ مکرمہ میں خاص خانۂ کعبہ پر غلاف چڑھتے دیکھا ہے۔ پھر آپ لوگ کس بدعت کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا کہ مزید باتیں جاننا اور پوچھنا چاہیں تو آپ لوگ یہیں بیٹھیں میں بغل والے خیمے سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ تشریف لانے والے کسی عالم دین کو بلوائے دیتا ہوں لیکن وہ لوگ اب کہاں رکنے والے تھے۔ سچ ہے ؎

آنکھ والا تیری قدرت کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ فرماتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعقیدوں سے سلام کلام کرنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، وہ بیمار ہو جائیں تو ان کے یہاں عیادت کو جانا، مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک ہونا سب منع فرما دیا ہے۔ پھر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کون امتی ہوگا جو ہوش و

حواس رکھتے ہوئے بدعقیدوں سے کوئی تعلق رکھے گا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آپ کو تقریباً چار ماہ رہنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن آپ نے وہاں نجدی اماموں کے پیچھے کبھی نماز ادا نہیں کی بلکہ ساری نمازیں اپنی جماعت سے الگ پڑھیں۔ فالحمد للہ۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ پ۴، ع۲، ۶

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔

تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ تم میں ایک جماعت ہو جو خیر کی طرف دعوت دے یعنی اس چیز کی طرف جس میں صلاح دینی ودنیاوی ہو اور بھلائی کا حکم دے یعنی اس چیز کا جس کو شرع وعقل پسند کرے اور برائی سے روکے یعنی اس کام سے جو شرع وعقل کو ناپسند ہو اور وہی لوگ جو ان صفات کاملہ سے متصف ہیں یعنی کمال فلاح کے ساتھ مختص ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور سب پر واجب ہے

یعنی بعض نے قائم کر لیا تو باقی لوگوں سے ساقط ہو گیا۔ اور چونکہ یہ عظائم عزائم امور سے ہے اس کے ذمہ دار علماء ہی ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ایسا ارشاد خداوندی ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ فَهُوَ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَخَلِيْفَةُ رَسُوْلِهٖ وَخَلِيْفَةُ كِتَابِهٖ۔

جو بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اسکی کتاب کا خلیفہ ہے۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ مِنْ قُبُوْرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ عَلٰى صُوْرَةِ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ بِمَا دَاهَنُوْا اَهْلَ الْمَعَاصِيْ وَكَفُّوْا عَنْ نَهْيِهِمْ وَهُمْ يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝

بروز قیامت میری امت کے کچھ لوگ اپنی قبروں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بندر اور خنزیر کی شکل میں لے جائے جائیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانوں کے ساتھ مداہنت کی اور قدرت رکھتے ہوئے ان کو برائیوں سے منع نہیں کیا۔

اخلاص کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منصب پر فائز ہونے والے بایں ہمہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک صاحب کمال و فلاح ہونگے۔ مگر بُرے لوگ ان کو کس باطل نظر سے دیکھیں گے ارشاد فرمایا گیا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ فِيْهِ جِيْفَةُ الْحِمَارِ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ مُؤْمِنٍ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے بندۂ مومن سے زیادہ مُردار گدھا پسندیدہ ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے جب مرد اپنے پڑوسیوں میں محبوب اور اپنے بھائیوں میں محمود ہو تو جان لو کہ مداہنت کرنے والا ہے۔

مامور بہ اگر واجب ہے تو امر بالمعروف واجب ہے اور اگر مندوب ہے تو امر مندوب۔ لیکن نہی عن المنکر مکمل واجب ہے جبکہ غالب گمان ہو کہ معصیت کا وقوع ہوگا اور سخت نقصان کے لاحق ہونے کا ظن غالب نہ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

عُذِّبَ اَهْلُ قَرْيَةٍ فِيْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلْفًا عَمَلُهُمْ عَمَلُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ قَالَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَغْضَبُوْنَ لِلّٰهِ وَلَا يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

ایک قریہ والوں پر عذاب نازل ہوا۔ ان میں اٹھارہ ہزار ایسے لوگ تھے جن کا عمل انبیاء کرام علیہم الصلاۃ و السلام کے عمل کی مانند تھا۔ لوگوں نے عرض کی ایسا کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اللہ کے لئے غضب نہیں کرتے تھے نہ بھلائی کا حکم کرتے اور نہ برائی سے روکتے تھے۔

سرکار جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ والرضوان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جب بھی موقع ملتا آپ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں قطعاً کوتاہی نہیں برتتے تھے اس سلسلے میں چند واقعات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) جب ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء میں حضور سیدنا سرکار نازی علیہ الرحمہ دھنباد کی ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کو تشریف لے گئے۔ اذان خطبہ سے قبل امام صاحب نے کھڑے ہوکر تقریر شروع کی تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے لے جاکر پشت پر باندھ لیا سرکار علیہ الرحمہ فوراً اٹھے اور امام صاحب کا ہاتھ پیچھے سے ہٹا کر سامنے ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ ہم مسلمانوں کو سنت رسول علیہ الصلاۃ والسلام پر عمل کرنا ہے۔ اور انصاری کی تہذیب سے پرہیز کرنا ہے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے سرکار علیہ الرحمہ جب کسی کو ہاتھ پیچھے باندھ کر تقریر کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتے تو آپ اسی طرح اس کا ہاتھ پکڑ کر سامنے کر دیا کرتے تھے۔

(۲) ضلع گیا کے ایک ٹیلر ماسٹر صاحب جن کی سلائی کی دوکان کلکتہ میں تھی انہوں نے ایک مرتبہ ایک صدری سل کر سرکار علیہ الرحمہ کی خدمت میں نذر کی۔ اور سرکار سے پہلی صدری تبرکاً عطا فرمانے کی گزارش کی سرکار علیہ الرحمہ نے ان کی درخواست قبول فرمالی۔ اور صدری دیتے ہوئے اپنے ایک دوسرے مرید جناب ریاض الدین صاحب ہزاریباغی کو تاکید کردی کہ ٹیلر صاحب جب تک داڑھی نہیں رکھ لیتے انہیں میری صدری استعمال نہیں کرنے دیں۔ اور اگر بغیر داڑھی رکھے یہ صدری پہننا چاہیں تو ان سے

صدری چھین لیں۔

(۳) آج کل چین والی گھڑی کا استعمال عام ہوگیا ہے عوام تو عوام علماء بھی خواص تک لاپرواہی سے چین والی گھڑی استعمال کرنے کا ارتکاب کرتے اور اپنی نمازیں برباد کرتے ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۳۴ پر ارشاد فرمایا گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہیں اور جو چیزیں منع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہے۔

سرکار جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کے سامنے جب بھی کوئی شخص چین والی گھڑی باندھ کر آتا تو آپ اسے نرمی سے سمجھاتے کہ آپ نے مرد ہوکر عورتوں کا زیور کیوں پہن رکھا ہے۔ یہ مسلمان مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۴) عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ میلاد شریف کی محفلوں اور دینی جلسوں میں منبر رسول علیہ الصلاۃ والسلام پر داڑھی منڈانے والے یا حد شرع سے کم رکھنے والے علماء وشعراء بھی تقریر کرنے اور نعت ومنقبت پیش کرنے کے لئے بے جھجک چلے جاتے ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ اس قابل عظمت وتقدس منبر کا اہل ان فساق وفجار کو قرار نہیں دیتی۔ سرکار علیہ الرحمہ منبر رسول کی یہ بے قدری دیکھتے تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور فرماتے کہ ہماری قوم کب منبر رسول کی عظمت سمجھے گی اور اس کے وقار وتمکنت کو بحال کرے گی۔

(۵) دسترخوانوں اور تکیہ کے غلافوں پر عموماً اشعار لکھنا رائج ہوگیا ہے

سرکار علیہ الرحمہ نے جب بھی اشعار لکھے دسترخوان یا تکیہ کو ملاحظہ فرمایا تو آپ نے اسے ہٹا دیا اور شرعی حکم بتاتے ہوئے حروف کی تعظیم کی تاکید کی اور آئندہ اس کا لحاظ کرنے کا حکم دیا۔

(۶) بہت سی مسجدوں میں مسجدوں، خانہ کعبہ، گنبد خضری اور دیگر مزارات کی تصویریں نقش کی ہوئی جانمازیں استعمال کی جاتی ہیں اور منبر پر بھی ایسی جانماز بچھا دی جاتی ہے جس سے عام نمازیوں اور خصوصاً امام کے قدموں کے نیچے وہ قابل احترام حصہ آجاتا ہے جو اہل عقیدت و محبت کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ سرکار علیہ الرحمہ اس طرح کے موقعوں پر لوگوں کو اسلام کی نشانیوں کے احترام کا درس دیتے اور قانون محبت ارشاد فرماتے۔

(۷) بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مسجد کے باہر وضو کر کے مسجد کے اندر ہاتھ اور داڑھی جھاڑتے چلے آتے ہیں آپ اس پر سخت نکیر فرماتے اور مسجد کے احترام کا مسئلہ ارشاد فرماتے۔

(۸) بہت سے ناواقف بلکہ نماز پڑھانے کے لئے نگر نگر ڈگر ڈگر گھومنے پھرنے والے لوگ بھی اپنی آستین یا پاجامہ اور فل پینٹ کا پائنچہ موڑ کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس طرح نماز پڑھنے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ سرکار علیہ الرحمہ لوگوں کی آستین اور پاجامہ کا مڑا ہوا حصہ کھلوا دیتے اور فرماتے کہ آپ لوگ ایسی نماز کیوں پڑھتے ہیں جو مکمل نہ ہو۔ جب نماز پڑھنا ہی ہے تو مکمل پڑھئے۔ ورنہ نماز پڑھی بھی اور گناہ بھی

سر پر چڑھا۔ اس سے کیا فائدہ؟

میرے برادر طریقت جناب ماسٹر محمد اسماعیل صاحب ابا جلوپکی ۲۷/۱ ڈی شمس البہری روڈ کلکتہ ۱۷ نے بتایا کہ وہ ابھی کالج کی تعلیم سے فارغ ہو کر نئے نئے سروس میں آئے تھے اور سلسلہ میں داخل ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ اتفاقاً سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ جب ماسٹر صاحب نماز سے فارغ ہوئے تو چونکہ عام رواج کے مطابق انہوں نے بھی اپنے پینٹ کا نچلا حصہ موڑ رکھا تھا۔ ان کو سرکار نے اپنے قریب بلایا اور کان کے قریب منھ شریف لے جا کر فرمایا! بابو پینٹ یا پاجامہ وغیرہ کا کچھ حصہ موڑ لینے سے نماز خراب ہو جاتی ہے۔ آئندہ ایسا مت کیجئے اور ابھی جو آپ نے پائنچہ موڑ کے نماز پڑھی ہے وہ نماز پھر سے پڑھئے۔ چنانچہ ماسٹر صاحب موصوف نے کپڑا درست کر کے پھر سے نماز ادا کی۔

(۹) آجکل مسلمانوں نے غیروں کی دیکھا دیکھی اپنے گھروں کو کتے، بلی، شیر، ہاتھی، فلمی ہیرو ہیروئن یا خود اپنی اور اہل خاندان کی تصویروں سے سجانا شروع کر دیا ہے۔ بعض گھروں میں جاندار اشیاء کی مورتیاں بھی لوگ رکھ لیتے ہیں۔ سرکار علیہ الرحمہ گھر میں داخل ہوتے ہی ان چیزوں کو ہٹوا دیتے اور فرماتے لوگ رو رو کر اپنی پریشانی بیان کرتے ہیں۔ کوئی بیماری کی شکایت کرتا ہے، کوئی نابرکتی کا رونا روتا ہے، کوئی اپنے کو ذہنی الجھن کا شکار بتاتا ہے۔ لوگوں نے گھروں میں جاندار چیزوں کی تصویریں لگا کر خود ہی فرشتوں کا آنا بند کر دیا تو پھر صحت آئے تو کیسے؟ اور برکت

نازل ہو تو کیونکر ؟ جس گھر یا برآمدہ میں کسی جاندار کی تصویر ہوتی وہاں آپ نماز نہیں پڑھتے تھے اور اگر کبھی بے خیالی میں پڑھ لی تو اس نماز کا اعادہ فرماتے تھے ۔

(۱۰) یہ اس وقت کی بات ہے جب مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکا ہی شریف ضلع مظفر پور کے سنگ بنیاد کے موقع پر تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اور دوسرے کئی اکابر دین و شریعت ناشتہ کے دسترخوان پر تشریف فرما تھے ۔ اتفاقاً حضور مفتی اعظم ہند کے پلیٹ میں گوشت کی ایک ایسی بوٹی نکل آئی جو انگلی کے برابر لمبی سی تھی ۔ تاجدار اہل سنت نے وہ بوٹی لوگوں کو دکھلائی اور پوچھا کہ کیا یہ اوجھڑی ہے ؟ لوگوں نے عرض کی کہ حضور یہ اوجھڑی نہیں ہے بلکہ گوشت کا ہی ایک لمبا ٹکڑا ہے ۔ تاجدار اہل سنت نے پلیٹ اپنے سامنے سے ہٹا دیا ۔ اور فرمایا کہ جب شبہ پڑ گیا تو اسے کھانا مناسب نہیں ۔ پھر آپ نے ناشتہ میں صرف سبزی لی ، گوشت نہیں لیا ۔ حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے حضور سیدنا مفتی اعظم ہند سے عرض کی کہ ہمارے علاقہ میں بعض تقریبات میں دس کلو پندرہ کلو گوشت ایک دیگ میں پکاتے ہیں اسی میں اوجھڑی وغیرہ بھی ڈال دیتے ہیں ۔ اس گوشت کا کیا حکم ہے ؟ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا سب پھینک دیجئے سب پھینک دیجئے سب پھینک دیجئے وہ پاخانہ کی نالی ہے ۔ اس اوجھڑی کے باعث سارا گوشت ناپاک و ناجائز ہو گیا ۔

سرکار نمازی علیہ الرحمہ جہاں کھانا پر گوشت دیکھتے تحقیق کر لیتے کہ اس میں کوئی ممنوع چیز تو نہیں ہے ۔ اگر معلوم ہو جاتا کہ اس میں کوئی ممنوع چیز بھی ہے تو آپ اسے ہٹا دیتے اور دال سبزی سے روٹی یا چاول کھا لیتے ۔ اور لوگوں کو شرعی مسئلہ سے آگاہ فرما دیتے ۔

آج بھی بہت سے خواص و عوام دسترخوان پر گوشت دیکھ کر حکم شرع بھول جاتے ہیں ان کی آگاہی و واقفیت کے لئے یہ مناسب سمجھا جاتا ہے کہ ذبیحہ کی ممنوع و ناجائز اشیاء کی وضاحت کر دی جائے ۔

حلال جانوروں کی درج ذیل بائیس ۲۲ چیزیں کھانا جائز نہیں ۔

۱ اوجھڑی ۲ آنتیں ۳ مثانہ ۴ خصیے ۵ ذکر ۶ فرج ۷ پاخانہ کا مقام ۸ رگوں کا خون ۹ گوشت کا خون جو بعد ذبح گوشت میں نکلتا ہے ۱۰ دل کا خون ۱۱ جگر کا خون ۱۲ طحال کا خون ۱۳ پتہ ۱۴ اپت ۱۵ غدود ۱۶ حرام مغز ۱۷ گردن کے دو پٹھے ۱۸ ناک کی رطوبت ۱۹ نطفہ ۲۰ وہ خون جو نطفہ سے رحم میں بنتا ہے ۲۱ وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم سے نطفہ میں بنتا ہے خواہ اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں ۲۲ بچہ تام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح مر گیا (انوار الحدیث)

(۱۱) سجدہ میں دونوں پاؤں میں سے کم از کم ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض ، دونوں پاؤں میں سے ہر ایک پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹوں کا لگنا واجب اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹوں کا لگنا سنت مؤکدہ ہے ۔ اگر دونوں پاؤں میں سے کسی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا ، نماز نہ ہوئی ۔ اگر ہر پاؤں سے

تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی
حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ جب کسی کو سجدہ میں انگلی کے سلسلے میں بے احتیاطی کرتے دیکھتے تو اسے مسئلہ بتا دیتے۔ اور کبھی کبھی اس کا پاؤں پکڑ کر صحیح سجدہ کا طریقہ بتاتے۔ اور فرماتے کہ آدمی کو اپنی نماز تو صحیح ادا کرنی چاہیئے رہا قبولیت کا معاملہ تو وہ خداوند قدوس کے ذمۂ کرم پہ ہے ؎

نہ کالے کو دیکھے نہ گورے کو چاہے
پیا جسے چاہے سہاگن وہی ہے

محاسنِ اخلاق

صوفیائے کرام و اولیائے عظام کے اخلاق و کردار مشکوٰۃ نبوت کے انوار سے فیض یاب اور درخشاں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان حضرات کے اخلاق اسی ذات گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرتو ہوا کرتے ہیں جن کے متعلق قرآن پاک شہادت دیتا ہے۔
وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ پ ۲۹، ع ۳۔ اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے
چنانچہ عبادات و فضائل اعمال کے علاوہ خداوند قدوس نے سرکار نمازی کو عدل و انصاف، عفو و حلم، جود و سخاوت، مروت و شرافت، صبر و استقامت، شجاعت و بہادری، مہمان نوازی و خورد ال نوازی، ایفائے عہد، حسن معاملہ،

نرم گفتاری، خوش روئی، مساوات، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، اور حیا داری کے صفات پسندیدہ و اوصاف مرضیہ سے آراستہ فرمایا۔ چنانچہ ذیل میں اس اجمال کی قدرے تفصیل سپرد قلم کی جا رہی ہے۔

عَدل سرکار نمازی پوری زندگی جادۂ اعتدال پر گامزن رہے آپ نے اپنے نفس، اہل و عیال، اہل خاندان، خویش و اقارب، ہم جلیسوں اور ہم وطنوں کے ساتھ ہر زمانہ میں بہر طور عدل فرمایا۔ اسی عدل گستری کا ثمرہ تھا کہ آپ اپنے پیر و مرشد حضور سیدنا سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ کے خلفاء اور مریدین کے درمیان امتیازی مقام رکھتے تھے۔ اور حضور سرکار سرکانہی نے اپنے اکثر خلفاء اور بہت سے مریدین کی تعلیم و تربیت اور سیر و سیاحت میں ساتھ رکھنے کی ذمہ داری سرکار نمازی کو سونپ دی تھی۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ آپ نے اپنی ذمہ داری اس خیر و خوبی سے انجام دی کہ کبھی کسی کو آپ کے ذریعہ نہ تو شکایت کا موقع ملا اور نہ کبھی تعلقات میں کسی قسم کی ناخوشگواری پیدا ہوئی۔
سرکار نمازی کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کے درمیان اکثر معمولی معمولی باتوں کے باعث اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔ اور کشیدگی اتنی بڑھ جاتی تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے جنازہ، میلاد شریف، شادی بیاہ اور سلام و کلام تک کا بائیکاٹ کر دیتے۔ سرکار نمازی نے ایسی بہت سی آبادیوں کا اختلاف دور کیا۔ اور اس ڈھنگ سے مسئلہ کا تصفیہ فرمایا کہ ہر متصادم فریق سارے اختلاف کو بھلا کر باہم شیر و شکر ہو گیا۔

عفو سرکار نمازی کی حق گوئی و بیباکی اور بر وقت اصلاح و

صاف گوئی کے باعث بہت سے لوگوں کو آپ سے غلط فہمی یا تکدر لاحق ہوتا۔
اور اس کے نتیجے میں لوگ آپ کے خلاف پس پشت ناپسندیدہ جملے استعمال کرتے
لیکن آپ ہمیشہ عفو درگذر سے کام لیتے۔ آپ کو یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن بدگمانی
و غلط فہمی کا غبار فرو ہوگا۔ اور حق و صداقت اور دیانت و امانت کی قدردانی ہوگی
اور واقعی ویسا ہی ہوا جیسا سرکار سمنازی نے سوچا تھا۔ آپ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے

ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

حلم | اصلاح و ہدایت کی راہ میں آپ کو گوناگوں مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔ دشمنان دین و ایمان کا گھراؤ ہوا۔ بحث و مباحثے ہوئے۔ راستہ روکا گیا۔ چھوٹا ناگپور کا علاقہ آپ کے مجاہدانہ عزم اور قائدانہ اخلاص کا سچا گواہ ہے۔ لیکن ہزاروں سختیوں اور لاتعداد دشمنیوں کا حسن حلم و تدبر اور ضبط و خندہ روئی سے مقابلہ کیا وہ فی الحقیقت آپ ہی کا حصہ تھا۔ آپ کی شان حلم کا یہ حال تھا

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

سخاوت | اوائل شباب میں سرکار سمنازی نے نساجی اور سوداگری کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔ پھر سرکار سرکاہی کے دامن کرم سے وابستگی کے بعد ان کے مرشد طریقت حضرت مولا علی شاہ لعلی گنجی علیہ الرحمہ کے اتباع میں کپڑا کی رنگائی چھپائی کا کام کیا۔ اور جب رشد و ہدایت کی خاطر ان کاموں کو چھوڑ کر خود کو صرف خدمت خلق کے لئے وقف کر دیا تو ہر زمانے میں

جو کچھ آپ کے پاس آتا اس میں اہل خانہ کے ساتھ دوسروں کا بھی حصہ تصور کرتے
کوئی مریض دعا تعویذ کی خاطر آپ کے پاس آتا آپ محسوس کرتے کہ بھوکا پیاسا
ہے تو پہلے اس کے کھانے پینے کا انتظام کرتے۔ سمجھ میں آتا کہ اسے دوا اور دودھ
وغیرہ مقوی چیزوں کی ضرورت ہے تو آپ مدرسہ کے طلبا یا خانقاہ شریف کے کسی
حاضر باش سے اس کے لئے کوئی مناسب دوا منگوا کر استعمال کرنے کی تاکید فرماتے
اور الگ سے دودھ وغیرہ کے لئے کچھ نقد روپیہ عطا فرما دیتے۔ بہار کے گوشے
گوشے سے آپ کے عقیدت مند کسی مدرسہ، مسجد یا جلسے کا اشتہار چھپوانے کے
لئے پٹنہ آتے تو موقع نکال کر خانقاہ شریف بھی سرکار کی ملاقات کو آتے۔ آنے
والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے جن کے پاس واپسی کا یا پریس کے بل کی ادائیگی کا
پیسہ نہیں ہوتا آپ بطیب خاطر ایسے لوگوں کو مالی تعاون دیتے اور پھر اس کا کبھی
نام تک نہ لیتے۔ بعض غریبوں کی بچیوں کی شادی کا معاملہ ہوتا تو آپ ان بچیوں کی
شادی میں حتی الامکان مدد فرماتے۔ پھکولی شریف مدرسہ میں تشریف لاتے تو اکثر
لڑکوں کے لئے گوشت یا مچھلی منگوا دیتے۔ کسی طالب علم کے پاس ناشتہ کا سامان
نہیں ہوتا تو اس کے لئے ناشتہ منگوا دیتے۔ الغرض آپ کی بارگاہ سے کبھی کوئی
خالی ہاتھ واپس نہیں گیا۔ جو آیا اس نے طلب سے سوا پایا۔

شجاعت | سرکار جلالۃ الارشاد کو خداوند قدوس نے شجاعت و بہادری میں نادر الوجود کمال عطا فرمایا تھا۔ کسی گاؤں میں بلائے ناگہانی سے آگ لگ جاتی، شیاطین پتھر پھینکتے، طاعون یا ہیضہ کی بیماری پھیل جاتی۔ آپ اس کے دفعیہ کی خاطر لوگوں کی دعوت پر

نورُالشریف لے جاتے اور اس وقت تک وہاں سے نہیں ہٹتے تھے جب تک گاؤں پرسکون نہیں ہوجاتا۔ کسی پروگرام میں صاحب خانہ کی طرف سے کوئی خلاف شرع حرکت سرزد ہوجاتی تو نہ رات کا سناٹا دیکھتے اور نہ ماحول و موسم کی خرابی۔ آپ بے خوف و خطر اس گاؤں کو چھوڑ کر چل دیتے۔

آپ کی شجاعت کا عظیم جوہر اس وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا جب تھتیاں شریف میں مسجد قائم کی گئی۔ قیام مسجد سے قبل تھتیاں شریف کے لوگ چار کلومیٹر کا فاصلہ طئے کر کے جمعہ و عیدین کی نمازوں کے لئے نگواں جایا کرتے تھے تھتیاں شریف میں سرکار نمازی نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے مسجد کی تعمیر کی تحریک پیش کی۔ بالاتفاق تمام مسلمانوں کی تائید حاصل کر لینے کے بعد جہاں آج سرکار نمازی مسجد کی فلک بوس عمارت کھڑی ہے وہیں ایک چھوٹا سا چھپر ڈال کر اذان و نماز کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس زمانے میں گاؤں کے چند غریب مسلمانوں نے مسجد قائم کی اور اذان و نماز شروع کی وہ زمانہ علاقہ کے غیر مسلموں کی مالی ترقی اور عددی اکثریت کا تھا۔ ہر چہار اطراف غیر مسلموں کے ہزاروں گھر اور بیچ میں پچیس تیس گھر مسلمانوں کے۔ غیر مسلموں کی طرف سے مسجد کی سخت مخالفت کی گئی۔ اذان بند کرنے کی گزارش کی گئی لیکن مسلمانوں نے ہمیشہ غیر مسلموں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ حال یہ تھا کہ ادھر اذان شروع ہوتی اور ادھر چاروں طرف سے غیر مسلم ناقوس بجاتے ہوئے پورے گاؤں کو گھیر لیتے۔ ہنگامہ آرائی جب حد سے بڑھ گئی تو سرکار نمازی نے سرکاری انتظامیہ کو اس کی اطلاع دی۔ مخالفتوں کے ہجوم میں آپ کی مساعی جاری رہیں۔ اور بے خوف و خطر ایس۔ پی۔ ڈی ایس پی

ڈی ایم وغیرہ کو بلا بلا کر یہاں کے مسائل اور مسلمانوں کی پریشانیاں سمجھائیں تب انتظامیہ نے ہر فریق سے پرامن رہنے کا معاہدہ کرلیا۔ اور بحمدہ تعالیٰ معاملہ رفع دفع ہوا

نور خدا ہے کفر کی ظلمت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

تواضع

سرکار نمازی کو خداوند قدوس نے فطری طور پر منکسر المزاج اور تواضع پسند بنایا تھا۔ گذری میں لعل تو ایک مثل ہے اس کا جیتا جاگتا نمونہ سرکار نمازی کی شخصیت تھی غریبوں اور عام لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آپ کا عام مزاج تھا۔ اپنے لئے کبھی امتیازی مقام پسند نہیں کیا سونے کے لئے کبھی بھی ڈیڑھ دو فٹ سے زیادہ چوڑا بستر نہیں لگوایا۔ اکثر زمین پر سوتے راستہ میں لوگوں کی بھیڑ میں گم ہوجاتے تو نئے آدمی کو پتہ نہیں لگ پاتا کہ سرکار کس طرف ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ

جو اللہ کے لئے خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ اس کو مرتبہ بلند عطا فرماتا ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان گرامی کے مطابق آپ کی تواضع پسندی نے واقعی آپ کو سرفرازی عطا فرمائی تھی۔ ارادت مندوں کے ہجوم میں بھی اپنا کام خود کرنا چاہتے۔ وضو کے لئے پانی کی حاجت ہوتی۔ کھانے کے لئے دسترخوان بچھانا اور کھانا تقسیم کرنا ہوتا۔ میلاد شریف کی محفل میں فرش ڈالنا یا منبر لگانا ہوتا۔ سب میں آپ پیش قدمی کرتے۔ اور دوسروں سے زیادہ کام کر ڈالتے۔ آپ سرکار مفتی علیہ الرحمہ کی زبان فیض ترجمان سے نکلا ہوا یہ شعر ہمیشہ پڑھ ۔۔

زبان رکھتے ہ

بنو پہلے خادم تو مخدوم ہو گے
بڑھا دے گی عزت یہ ذلت تمہاری

وعدہ کی پابندی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ اِذَا وَعَدَ وَفیٰ مومن کامل کی نشانی یہ ہے کہ وہ وعدہ کرتا ہے تو وفا کرتا ہے۔ سرکار نمازی علیہ الرحمہ جو وعدہ کر لیتے اسے ضرور ہی وفا فرماتے۔ آجکل بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلافی کے لئے ایک حیلہ بنا رکھا ہے۔ آپ اس کے سخت خلاف تھے۔ رات جلسہ اور میلاد شریف میں، دن حاجتمندوں کی حاجت روائی اور سفر میں گزرتا۔ لیکن جس سے جس انداز سے وعدہ فرما لیتے اس کی وفا میں کبھی کوتاہی نہ برتتے۔

۱۴۰۸ھ ۱۹۸۶ء کی بات ہے۔ حضور سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے ساتھ فقیر حامد القادری بھی ہزاری باغ کے ایک پروگرام میں شریک سفر تھا۔ آپ کے ایک مخلص مرید جناب بھائی ریاض الدین صاحب کے یہاں نہایت شاندار جلسہ ہوا۔ کل ہو کر میں خانقاہ شریف واپس آگیا اور حضرت ایک دوسرے پروگرام کے لئے رک گئے۔ اس کے دوسرے دن شمع چک ضلع ویشالی کی دعوت سرکار علیہ الرحمہ پہلے سے قبول فرما چکے تھے۔ اور میں بھی اس پروگرام میں مدعو تھا۔ ادھر ہزاری باغ میں کچھ لوگوں نے حضرت کو گیا لے جانے کا پروگرام بنا لیا۔ مجھے ہزاری باغ کے سفر میں ہی لوگوں کا یہ خیال معلوم ہو چکا تھا۔ میں نے شمع چک والوں کو بتا دیا کہ حضرت آپ کے یہاں نہیں آسکیں گے کیوں کہ فلاں فلاں لوگ حضرت کو گیا لے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر

شمع چک والوں کو سخت صدمہ پہونچا اور ان لوگوں نے نہایت تکلیف سے اپنی یہ شکایت عرض کی کہ سرکار صرف مالداروں ہی کے نہیں ہم غریبوں کے بھی پیر ہیں ایسی صورت میں ہم غریبوں کا پروگرام منسوخ کر کے ان مالداروں کو کس نے یہ حق دیدیا کہ وہ سرکار کو جہاں چاہیں لے جائیں۔ نہایت رنج و غم کے ماحول میں شمع چک میں نماز مغرب کے بعد پروگرام شروع ہوا اور جب ۹ بجے کے قریب میری تقریر کی باری آئی اناؤنسر صاحب نے میرے نام کا اعلان کیا اور استقبالیہ تکبیر و رسالت کا نعرہ لگوایا ابھی حامد القادری زندہ باد کا نعرہ لگا کر خاموش ہی ہوئے تھے کہ لوگوں کی نظر حاجی پور کی طرف سے آنے والے رکشہ پر پڑ گئی سرکار علیہ الرحمہ اسی رکشہ سے تشریف لا رہے تھے۔ پھر تو مجمع کا ہر فرد سراپا زبان ہو گیا اور تکبیر و رسالت اور سرکار نمازی زندہ باد کا وہ فلک شگاف نعرہ بلند ہوا کہ در و دیوار گونج اٹھے۔ لوگوں کے دلوں کا میل دھل گیا اور سرکار نمازی کے ایفائے عہد کا جلوہ سب کے چہروں کو روشن کر گیا۔

مسلک و عقائد

حضور سیدنا سرکار نمازی اپنے مسلک و عقائد میں نہایت سخت تھے خداوند قدوس کو پاک بے عیب، بے مثل اور کمال و خوبی کا جامع مانتے تھے جسم و جسمانیات، زمان و مکان، طرف و جہت سے منزہ جانتے تھے نبی کی تعظیم کو فرض عین

بلکہ تمام فرائض کی اصل سمجھتے تھے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کو وہ کفر گردانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے علوم غیبیہ واختیارات وتصرفات ذاتی اور نبی عظام کے لئے عطائی مانتے تھے۔ دین کے چاروں اماموں امام اعظم ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی ایک امام کی تقلید وپیروی کو واجب جانتے تھے۔ وہ اکابر دین وشریعت اور مشائخ طریقت سے استمداد وتوسل، قیام ومیلاد، فاتحہ وعرس، اذان قبر بعد دفن میت، علماء ومشائخ کی دست وپابوسی کو جائز بلکہ باعث اجر وسعادت سمجھتے تھے۔ سماع بالمزامیر، ڈھول باجہ، مروجہ تعزیہ داری، مزارات پر عورتوں کی حاضری کو حرام وناجائز اور سخت ناپسندیدہ گردانتے تھے۔

آپ عقیدۃً صحیح العقیدہ بریلوی سُنّی، عملاً حنفی اور مشرباً قادری تیغی تھے۔ اپنے عقیدہ کے اظہار میں ہمیشہ ایسے صاف ستھرے الفاظ استعمال کرتے جن سے اپنے اور بیگانے سب کو آپ کا بریلوی سنّی ہونا معلوم ہوجاتا تھا وہ صلح کلیت کے قائل نہ تھے۔

نکاح

حضور سرکار نمازی علیہ الرحمہ جب سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کے والدگرامی جناب محمد غفور علی علیہ الرحمہ نے بالاکپور بھوانہ گردھنی ضلع مظفرپور کے ایک شریف گھرانے میں جناب محمد ناظر حسین صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے آپ کی شادی کردی

اولاد

خداوند قدوس نے آپ کو تین اولاد ذکور اور تین اولاد اناث عطا فرمائی۔ جن میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا انتقال بچپن

ہی میں ہوگیا۔ باقی چار اولاد ابھی بحمدہٖ تعالیٰ باحیات ہیں۔ (۱) جناب عبدالعزیز صاحب قادری جو سرکار سرکاہی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ مدرسہ علیمیہ انوارالعلوم سرکاہی شریف کے اولین طلبہ میں سے ہیں۔ (۲) پھر دو لڑکیاں جن میں سے بڑی صاحبزادی کی گوریا میں شادی ہوئی اور چھوٹی صاحبزادی کی دارا پٹی میں۔ (۳) سب سے چھوٹا ناخلف یہ فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ (خداوند قدوس اسے کسی قابل بنا دے آمین)

خلفاء

حضور سیدنا جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ نے کار ہدایت کی انجام دہی کے لئے مندرجہ ذیل حضرات کو بعد تکمیل سلوک و تعلیمات روحانی وعرفانی اپنی خلافت ونیابت سے نوازا۔

۱۔ ننگ اسلاف فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ، خادم خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفرپور۔
۲۔ حضرت علامہ مفتی اشرف القادری النوری، صدر مدرس دارالعلوم قادریہ رشیدیہ جلیشور (نیپال)
۳۔ جناب مولوی شاہ محمد حنیف صاحب نگواں ضلع ویشالی۔
۴۔ جناب مولوی شاہ محمد رحمت اللہ صاحب بھرا ضلع مظفرپور
۵۔ جناب صوفی شاہ عبدالغفار صاحب گوریا ضلع مظفرپور
۶۔ جناب مولانا سید محمد شعیب صاحب صادق ضلع مدھوبنی
۷۔ جناب مولوی شاہ محمد نصیرالدین صاحب مدرنا ضلع ویشالی
۸۔ جناب مولوی شاہ محمد یونس صاحب منی پور ضلع ویشالی

۹۔ جناب مولوی شاہ انور علی صاحب جلال پور ضلع ویشالی

۱۰۔ جناب مولوی شاہ محمد علی صاحب بچھیا ضلع ویشالی

۱۱۔ صوفی شاہ زین العابدین صاحب سریورہ لال گنج ضلع ویشالی

۱۲۔ حاجی مولوی شاہ عبدالحق صاحب جہسی ضلع مشرقی چمپارن

۱۳۔ جناب مولوی شاہ محمد اسحٰق صاحب مرحوم بھکولی شریف ضلع مظفر پور

۱۴۔ جناب مولوی شاہ عبدالشکور صاحب مرحوم لال گنج ضلع ویشالی ۔

نوٹ: ایک اور صاحب آپ کے خلفاء میں تھے لیکن خلاف شرع حرکتوں کے باعث ترغیب وتاکید کے باوجود توبہ ورجوع نہ کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے کو اس فہرست خلفاء سے الگ کرلیا۔ خداوند قدوس انہیں توبہ وہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ رجب ۱۳۹۹ھ ۱۹۸۰ء

سجادہ نشیں میں حج وزیارت کی خاطر مکہ مکرمہ میں تھا۔ تو غائبانہ میں حضرت سرکار علیہ الرحمہ نے میری سجادگی کے لئے باقاعدہ کورٹ میں رجسٹری کرائی۔ جس پر بحیثیت گواہ جناب شاہ عبدالغفار صاحب کے دستخط ثبت ہیں پھر ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۲ء میں جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری بھکولی شریف کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت میں ہزاروں کے مجمع عام میں منصب سجادگی کا اعلان کرتے ہوئے میری دستار بندی فرمائی۔

مختصر حالات حامد ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء کے قبل فقیر تیغی غفرلہٗ کی پیدائش ہوئی۔ والدین کریمین قدس سرہما نے محمد عبدالحمید نام رکھا۔ ابتدائی تعلیم تھتیاں شریف کی مسجد میں حضرت مولانا شاہ محمد

علاء الدین صاحب طالب القادری رتواروی علیہ الرحمہ کے ذریعہ حاصل کی پھر مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں شریف کے قیام کے بعد حضرت علامہ طفیل احمد صاحب فیض پوری علیہ الرحمہ کو خاص چار طلبہ (۱) حامد القادری غفرلہٗ (۲) مولانا محمد نصیر الدین صاحب مرحوم ومغفور (۳) حافظ محمد خلیل الرحمٰن صاحب (۴) مولانا محمد حنیف صاحب کی عربی تعلیم کی خاطر بحال کیا گیا۔

۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء میں جب حضور سید ناسرکار سرکانہی علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال شریف ہوا تو حضرت کے عرس چہلم کے بعد میرا داخلہ مدرسہ علیمیہ انوار العلوم دامودر پور ضلع مظفر پور میں ہوگیا۔ ۱۹۶۴ء میں وہاں سے فراغت ودستار فضیلت حاصل ہوئی۔ پھر ایک سال کے لئے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں داخلہ لیا۔ اور دورۂ حدیث کے بعد دستار بندی کی سعادت حاصل کی۔ میرے اساتذۂ کرام میں حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف صاحب بلیاوی علیہ الرحمہ مدرس الجامعۃ الاشرفیہ، حضرت علامہ کاظم علی صاحب عزیزی بستوی علیہ الرحمہ صدر المدرسین مدرسہ علیمیہ دامودر پور، حضرت علامہ رحیم اللہ صاحب بلیاوی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا عبدالرشید صاحب چھپروی مدظلہ العالی، حضرت مولانا شفیق احمد صاحب اعظمی مدظلہ العالی، حضرت علامہ طفیل احمد صاحب فیض پوری علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا شاہ علاء الدین صاحب طالب القادری علیہ الرحمہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضور سید ناسرکار سرکانہی علیہ الرحمہ ۱۳۷۷ھ کے قریب تھتیاں شریف تشریف لائے تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ بابو آپ تعلیم حاصل کرکے کیا بننا چاہتے ہیں

تو میں نے حضور والد محترم کے سکھانے پر کہدیا کہ میں پڑھ لکھکر عالم بننا چاہتا ہوں۔ تو سرکار علیہ الرحمہ نے بہت بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ تم ضرور عالم بنو گے۔

آج میں محسوس کرتا ہوں کہ ذہانت و فطانت، علمی استعداد اور شعوری صلاحیت کی کمی کے باوجود میں جو کچھ بھی ہوں وہ صرف اور صرف حضرت سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ فالحمد للہ۔

تھتیاں شریف کے دوران تعلیم ہی شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ اور اپنا تخلص حامد القادری رکھ لیا۔ دامودر پور کے دوران تعلیم حضرت طالب القادری اور آپ کے چند تلامذہ کے نعتیہ کلام پر مشتمل "گلزار حرم" کے نام سے جو کتاب چھپی اس میں فقیر حامد کے بھی چند نعتیہ کلام شامل ہوئے۔

۱۹۶۵ء میں میری شادی ضلع ویشالی کے محمد پور لوجھا گاؤں میں جناب مولوی عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی کی صاحبزادی سے عمل میں آئی۔ اشرفیہ سے فراغت کے بعد مہوا ضلع ویشالی کے قریب ایک مکتب سے تدریسی خدمات کا آغاز ہوا۔ ۱۹۶۶ء میں جب حضرت علامہ ارشد القادری فاتح جمشید پور نے پندرہ روزہ "جام کوثر" کلکتہ جاری کیا تو اس میں بحیثیت مفتی میری تقرری عمل میں آئی۔ پھر "جام کوثر" کے بند ہونے کے بعد علامہ ارشد نے ماہنامہ جام نور، کلکتہ جاری کیا۔ تو اس میں بحیثیت منیجر مجھے کام کرنے کا موقع ملا۔

متعدد مرحلوں میں ملک کے جن مدارس میں مجھے علمی و دینی خدمات کا موقع ملا ان کے نام اور عہدے حسب ذیل ہیں۔

(۱) بحیثیت صدر مدرس، مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڈھ۔

(۲) مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں شریف مظفر پور۔

(۳) مدرسہ مصباح العلوم جعفر پور مظفر پور

(۴) مدرسہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف مظفر پور

(۵) بحیثیت نائب مدرس، مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور

(۶) مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

(۷) مدرسہ فیضان العلوم تنگیہ دائی مظفر پور

جن اداروں کے انتظامیہ میں میری شرکت رہی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکانہی شریف

(۲) مدرسہ علیمیہ انوار العلوم دامودر پور مظفر پور

(۳) مدرسہ احیاء العلوم تھتیاں شریف

(۴) جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف

(۵) مدرسہ مصباح العلوم جعفر پور

۱۹۷۲ء میں فقیر حامد غفرلہ نے مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے فوقانیہ کا امتحان سکنڈ ڈویژن سے پاس کیا۔ ۱۹۷۴ء میں مولوی اور ۱۹۷۸ء میں عالم فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا۔ ۱۹۸۲ء میں بورڈ سے فاضل فارسی میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن اور ۱۹۸۳ء میں فاضل اردو میں فرسٹ کلاس پانچویں پوزیشن حاصل کی۔ ۱۹۸۷ء میں پوکھریرا ٹیچرس ٹریننگ کالج سے ٹریننگ کی اور مئی ۱۹۸۸ء سے ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں بحیثیت مدرس میری تقرری عمل میں آئی۔

ادبی خدمات

ہندوستان و پاکستان کے متعدد ماہناموں

پندرہ روزہ جریدوں اور اخبارات میں میری منظومات و منثورات چھپتی رہی ہیں۔
مثلاً رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ پاکستان، ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ماہنامہ استقامت
کانپور، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف، پندرہ روزہ جام کوثر کلکتہ، ماہنامہ
نور مصطفےٰ پٹنہ، نوری کرن بریلی شریف وغیرہ۔

ریاض طریقت، کتاب فاتحہ، مشکوٰۃ نبوت، فیضان شریعت، چالیس
احادیث مبارکہ، رویت ہلال، دعوت اتحاد، ساغر کوثر، جلوۂ نمازی، لاؤڈ اسپیکر
پر نماز، یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اکثر میری قلمی کاوشوں کا ثمرہ ہیں۔ یا ان میں میری خاص
شرکت رہی ہے۔

اولاد

خداوند قدوس نے مجھے چار اولاد ذکور اور پانچ اولاد اناث
کی دولت سے نوازا ہے۔ (۱) مولوی محمد فاروق رضا سلمہٗ،
(۲) مولانا محمد شمیم رضا مصباحی سلمہٗ صدر مدرس جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف۔
(۳) محمد شاہد رضا سلمہٗ (۴) محمد شہود رضا سلمہٗ۔ مؤخر الذکر دونوں بالترتیب درجۂ
عربی اور درجۂ حفظ میں مدینۃ العلوم بھکولی شریف کے طالب العلم ہیں۔

سفر حج و زیارت

۱۳۸۰ھ سے قبل میں نے اپنے احباب کو دوران
گفتگو یہ بتایا تھا کہ خداوند قدوس نے کرم فرمایا
تو ۱۴۰۰ھ تک میں ضرور روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور خانۂ
کعبہ کی حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ ۱۳۹۸ھ میں ایک نعت پاک لکھنے کا موقع ملا
اور جب مطلع صفحۂ قرطاس پر ثبت ہوا تو دل نے گواہی دی کہ اب جلد ہی دیار محبوب
سے بلاوا آنے والا ہے۔ مطلع یہ تھا۔

آپ مختارِ کل اور محتاج ہیں ہم کو در پہ بلانے میں کیا دیر ہے
دو جہاں کا مقدر بنا تو دیا میری بگڑی بنانے میں کیا دیر ہے

شکر خدا کہ ۱۳۹۹ھ میں کاغذات مکمل ہوئے اور شوال المکرم کی ۴ تاریخ کو گھر سے
روانگی ہوئی۔ ۶ شوال ۱۳۹۹ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۷۹ء کو بمبئی پہونچے۔ ۱۳
شوال مطابق ۶ ستمبر کو "نور جہاں" نامی جہاز سے سمندری سفر شروع ہوا۔ ۲۰ شوال
مطابق ۱۲ ستمبر کو جدہ شریف کے ساحل پر ۹ بجے صبح کو جہاز لنگر انداز ہوا۔ ۲۱ شوال
کو ۹ بجے شب میں مکہ مکرمہ کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۰ بجے شب میں حرم
کعبہ میں داخل ہوئے اور ۲ بجے شب کو وہاں سے قیام گاہ پر واپس آئے۔ ۲۶ شوال
کو غار ثور اور ۲۷ کو غار حرا، اور جبل نور کی زیارت ہوئی۔ یکم ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق
۲۴ ستمبر ۱۹۷۹ء دوشنبہ کو ہماری دیرینہ آرزو کے پوری ہونے کا دن آیا۔ ۵½ بجے شام
کو مکۂ مکرمہ سے چل کر ۳ بجے رات کو گنبد خضریٰ کی مقدس زیارت سے شادکام ہوئے۔
۲۲ ذی قعدہ کو مدینہ طیبہ سے واپسی ہوئی۔ پھر حج کے تمام ارکان کی ادائیگی کے بعد
۲۴ محرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء بروز پنجشنبہ ۱۲ بجے دن میں مکہ مکرمہ سے
روانگی ہوئی۔ اور ۷ صفر ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء بروز جمعرات ۸ بجے
شب کو بھٹیاں شریف بخیر و عافیت پہونچ گئے فالحمد للہ۔

بفضلہ تعالیٰ چار ماہ سے زائد کے اس مقدس سفر میں مسجد نبوی شریف،
خانۂ کعبہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جدہ اور جہاز پر آمد و رفت کے وقت اہل سنت
و جماعت کی تمام نماز باجماعت میں مجھے امامت کرنے کا شرف حاصل رہا۔ جس میں
درجنوں علماء و مشائخ ہوا کرتے تھے۔ زندگی نے وفا کی تو سفر حج و زیارت کی تفصیلی

روداد انشاءاللہ تعالیٰ سپردِ قلم کروں گا۔

موجودہ مصروفیات

حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے منصب سجادگی عطا فرمایا یہ ان کا کرم ہے۔ اس میں میری ذاتی صلاحیت کو کوئی دخل نہیں۔ خانقاہ قادری تھتیاں شریف کا سجادہ اور جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف کے سرپرست اور اپنے اہل و عیال کا کفیل ہونے کے ناطے میں اپنی مصروفیات کو حسب ذیل خانوں میں تقسیم کر سکتا ہوں۔

(۱) اسکول کے دنوں میں بچوں کو تعلیم دینا۔

(۲) خانقاہ شریف میں رہ کر مہمانوں کی خاطرداری۔

(۳) علاقہ میں مذہبی اختلافات کو دور کرنے کی کوشش۔

(۴) رات جلسہ اور میلاد شریف میں بسر کرنا۔

(۵) ارادت مندوں کو داخل سلسلہ کرنا۔

(۶) ضرورت مندوں کو دعا، تعویذ اور تیل پانی پر دم کر کے ان کی پریشانیوں سے نجات کیلئے کوشش کرنا۔

(۷) کلکتہ، رانچی، لوہردگا، گملا، سمڈیگا، راؤرکیلا، سندرگڑھ، بمبئی، دہلی، بنارس، لکھنو، سیتامڑھی، گیا، اورنگ آباد، آسنسول، درگاپور، بکارو، دھنباد، نیپال وغیرہ کا سال میں پچاسوں سفر کرنا۔ بحمدہٖ تعالیٰ یہ سارے کام وقت کی پابندی کے ساتھ انجام پا رہے ہیں۔ اور یہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم اور بزرگان سلسلہ کی توجہات روحانی کا نتیجہ ہے ۔

ایک ذرۂ حقیر سراپا یہ بارش کرم
محو دیکھتا ہوں رحمت عاجز نواز کا

سراپائے جمال

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قد : میانہ تقریباً ۵ فٹ ۳/۱ انچ۔

رنگ : گندم گوں سرخی لئے ہوئے

چہرہ : روشن گولائی لئے ہوئے۔ باوقار و پر رعب

پیشانی : کشادہ۔ ۷۵ سال کی لمبی مدت تک کثرت سجود کے باوجود داغ سے صاف اور نہایت روشن۔

سر : متوسط بال نرم سیدھے اگے ہوئے۔ آخر عمر میں ایک چوتھائی بال سیاہ۔ باقی سفید، گنج سے محفوظ۔

ابرو : کشادہ، بال گھنے، آپس میں ملے ہوئے۔

آنکھیں : سیاہ۔ روشن۔ آخر عمر میں چشمہ سے مزین۔ نظریں جھکی ہوئیں۔

پلکیں : گھنی۔ آخر عمر میں چند بال کو چھوڑ کر مکمل سفید۔

ناک : متوسط۔ قدرے بلند۔

رخسار: مسطح۔ نہ پرگوشت نہ خالی از گوشت

لب : پتلے

دھن : معتدل

دندان : چھوٹے چھوٹے ہموار

داڑھی : گھنی، لٹکی ہوئی کچھ بال سیاہ

مونچھ: لپت۔ متوسط، نہ بہت چوڑی نہ باریک۔ دونوں کنارے داڑھی سے ملے ہوئے۔

کان : لمبے، باریک۔ نرم آواز تک سن لینے والے۔

ٹھوڑی، گول۔ خفیف گہرائی والی۔

گردن : معتدل۔ کشادہ

شانے: ہموار

ہاتھ: متوسط

بازو : دبلے پتلے مضبوط

کلائیاں: چوڑی

ہتھیلیاں: نرم و نازک۔ لکیریں واضح

انگلیاں لمبی، انگلیوں کے درمیان قدرے انخلا۔

ناخن: باریک۔ صاف۔ انگلیوں سے ہموار

سینہ : کشادہ جس پر بال اُگے ہوئے۔

شکم : متوازن سینہ کے مقابل قدرے اندر دبتا ہوا۔

پشت : سیدھی

کمر : متناسب

پنڈلیاں: مضبوط، ہلکا گوشت تھوڑے سے بال

پاؤں : متوسط

ایڑیاں: گول۔ ہلکا گوشت لئے ہوئے

بدن : دُبلا۔

لباس

عمامہ، ٹوپی، کرتا، صدری، پاجامہ، تہبند، رومال

عمامہ: عید، بقر عید یا دیگر خاص موقعہ پر زیب سر فرماتے، شروع میں ہر پروگرام میں سفید عمامہ باندھتے تھے۔

ٹوپی : شروع میں گول چنن دار استعمال کرتے۔ بعد میں دو پلی اور کبھی چہار ترکی اختیار فرمائی۔ سفید

کُرتا کلی دار، سفید، آدھی پنڈلی تک لانبا۔ دامن کے دونوں کنارے جیب کے پاس سلے ہوئے۔ سفید، آئرن سے بے نیاز۔

پاجامہ: سفید، شلوار نما، پائنچہ بالقصد ٹخنوں سے اوپر، اوپر نیچے موڑے بغیر

رومال: سلسلہ کا علامتی سیاہ رومال (خِضری) ہاتھ منہ پوچھنے کے لئے چوکور دھاریدار، جسے بوقت ضرورت جانماز کی جگہ بھی استعمال کرتے۔ اور

جاڑوں میں سر پر لپیٹ کر سردی سے بچا کرتے ۔

جوتا : سرخ رنگ کا چمڑے کا، کبھی کبھی چپل بھی استعمال کرتے۔ لیکن سیاہ رنگ سے سخت پرہیز کرتے ۔

عصا : بھینس کے سینگ کا، منقش لکڑی کا ۔

گھڑی : دائیں ہاتھ میں پہنتے ، نا ئیلون یا چمڑے کا فیتہ لگاتے ، کسی بھی دھات کی چین سے سخت نفرت وکراہت ۔

موزہ : جاڑوں میں موزہ استعمال فرماتے ۔ اس میں سیاہ رنگ سے احتراز فرماتے

تہبند : سیاہ کے علاوہ ہلکے رنگ والی ۔ اخیر عمر میں صرف سفید ، یا سفید ہلکی دھاری دار ۔

سفید رنگ آپ کو بہت پسند تھا ۔ جس کی وجہ سے کرتا ، پاجامہ ، تہبند ٹوپی اور رومال وغیرہ ہمیشہ سفید ہی استعمال فرمایا کرتے تھے ۔ کرتا کے اوپر جو صدری استعمال کرتے تھے وہ عموماً سیاہ رنگ کی ہوا کرتی تھی ۔

معمولات شبا روزی

صبح ہوتا ہے شام ہوتا ہے ..... ذکر ان کا مدام ہوتا ہے

حضرت جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ والرضوان کے رات دن کے معمولات درحقیقت ایک مرد مومن کے لئے نظام الاوقات کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ آپ گھر پر

ہوتے یا باہر ۔ تقریباً ہر جگہ معمولات آپ کے یکساں ہوتے ۔ ساری نمازیں حتی الامکان جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے ۔ ہاں اگر کسی مسجد کا امام بدعقیدہ یا فاسق و فاجر ہوتا اور اس کا علم پہلے ہو جاتا تو آپ جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے بلکہ جماعت کے بعد مسجد ہی میں یا اپنی قیام گاہ پر اپنی جماعت قائم کرکے نماز ادا فرماتے ۔

آپ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُہَا کی عملی تفسیر تھے ۔ سفر و حضر میں نماز تہجد کی پابندی کرتے ۔ آپ کی حیات ظاہری کا دو تہائی حصہ میلاد شریف پڑھنے یا سننے ، جلسہ کی صدارت یا اس میں شرکت کرنے میں گزرا ۔ ان تقریبات میں رات کا جو بھی حصہ گذر جاتا ۔ نوافل شبانہ اور دیگر معمولات و وظائف میں فرق نہیں آتا تھا ۔ جس رات سونے کا موقع ملتا ۲ بجے کے قریب بیدار ہو جاتے حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کرکے مسواک کے ساتھ وضو کرتے ۔ پھر نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں ادا کرتے ۔ طلوع فجر سے قبل ذکر و وظائف کا شغل لازمی فرماتے ۔ یہ سلسلہ نماز فجر سے قبل تک جاری رہتا ۔ جیسے ہی اذان فجر ہوتی فجر کی سنت پڑھکر فاتحہ خوانی اور شجرہ خوانی میں لگ جاتے ۔ دعا میں نہایت الحاح وزاری کے ساتھ خداوند قدوس کی بارگاہ میں التجائیں پیش کرتے ۔ ان دعاؤں میں تمام مسلمانان عالم اور خاص طور سے تمام مریدین و معتقدین کی صلاح وفلاح دارین ، محبت و معرفت خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ، ایمان و ایقان کا تحفظ ، شر و فتنۂ دنیا و آخرت سے پناہ ، اور عفو و عافیت دارین کا سوال اہم عنصر کی حیثیت رکھتا تھا ۔ پھر نماز فجر باجماعت مسجد میں جاکر ادا کرتے ۔

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اگر کوئی قریب میں نہ ہوتا تو تھوڑی دیر کے لئے لیٹ

جاتے ۔ ورنہ حاضرین کے سامنے شریعت وطریقت کے رموز ونکات کے دفتر کھل جاتے ۔ اسی درمیان ایک دو بسکٹ لیکر چائے نوش فرماتے ۔ پھر حالات حاضرہ ومسائل شریعت وطریقت کا بیان چل پڑتا ۔ تعویذ لینے والے ، وظیفہ سیکھنے والے اور دوسری حاجتیں لیکر آنے والے آتے رہتے ۔ آپ خندہ پیشانی سے سب سے ملتے ۔ حالات وضروریات دریافت فرماتے ۔ ضرورتیں پوری کرتے اور مناسب مشورے دیتے ۔ یہ سارا سلسلہ نماز ظہر سے قبل تک چلتا ۔ پھر آپ غسل کر کے کھانا کھاتے اور نماز ظہر ادا کرتے ۔ نماز ظہر کے بعد دس بیس منٹ تک قیلولہ کرتے ۔ پھر اٹھ کر وضو کر کے تلاوت قرآن پاک کے لئے بیٹھ جاتے ۔ آپ کی تلاوت کا وہی انداز تھا جو آپ کے پیرومرشد حضور سیدنا تیغ علی علیہ الرحمہ کا تھا ۔ تعوذ وتسمیہ کے بعد تلاوت کا آغاز فرماتے ۔ پہلے ایک آیت پڑھتے پھر اس کا ترجمہ پڑھتے اس کے بعد اس کی تفسیر پر غور فرماتے ۔ تلاوت سے فراغت پا کر دوسری کتابوں کے مطالعہ میں لگ جاتے ۔

فتاویٰ رضویہ ، انوار الحدیث ، بہار شریعت ، مرآت شرح مشکوٰۃ ، ہدایت المریدین ، انوار قادری ، انتباہ الطالبین ، اعزاز قادری وغیرہ کتابوں کا مطالعہ آپ کا محبوب مشغلہ تھا ۔ دن رات میں جب بھی تھوڑی فرصت ملتی ، مطالعہ میں منہمک ہو جاتے ۔

تلاوت قرآن پاک اور مطالعۂ کتب سے فرصت پا کر لوگوں سے تبادلۂ خیالات وقضائے حاجات میں لگ جاتے ۔ نماز عصر ادا کر کے جہاں کہیں پروگرام میں جانا ہوتا چلے جاتے ۔ ورنہ گھر یا مدرسہ وخانقاہ میں رہتے ہوئے تسبیح خوانی میں لگ

جاتے ۔

نماز مغرب کے بعد اگر فوراً پروگرام شروع ہو جاتا تو اسٹیج پر جا کر ورنہ اپنے بستر پر ہی بیٹھ کر تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید میں مشغول رہتے ۔ آپ اپنی گود میں دایاں ہاتھ رکھ کر رومال کے نیچے تسبیح لیکر مشغول ذکر ہوتے ۔ وقت پر نماز عشاء ادا فرماتے ۔ پھر کھانا کھاتے ، پھر مریدین وحاضرین کو احوال علماء ومشائخ اور مسائل شریعت واسرار طریقت سے آگاہ فرماتے اور یہ سب اس وقت تک چلتا رہتا جب تک حاضرین خود ہی اٹھ کر آرام کرنے نہیں چلے جاتے ۔ حاضرین کے چلے جانے کے بعد استنجا وغیرہ سے فراغت پاتے ، وضو کر کے دعائے مبارک عطائے رحمانی کی تلاوت فرماتے ۔ پھر فاتحہ پڑھ کر دائیں کروٹ پر قبلہ رخ اس طرح پاؤں سمیٹ کر لیٹ جاتے کہ آپ کا جسم مبارک اسم پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طغرا بن جاتا ۔ پھر درود شریف صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ایک سو مرتبہ اور سورۂ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھ کر بِسْمِ اللّٰہِ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ پڑھتے اور محو خواب ہو جاتے ۔ پھر رات میں جب بھی آنکھ کھلتی تو کلمۂ طیبہ مع بسم اللہ سات مرتبہ اور یا قادر اکتالیس ۴۱ مرتبہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ پڑھ کر بستر سے الگ ہو جاتے ۔

نمازوں کے بعد جن اذکار کا آپ ورد کیا کرتے تھے وہ حسب ذیل ہیں ۔

بعد نماز فجر :——— اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین بار ۲ کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تین بار ۳ تشہد کی حالت ہی میں بیٹھے بیٹھے لَا اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ دس بار ۴ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھکر آخر سورۂ حشر کے تین آیتیں ۵ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار پڑھکر ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ پڑھتے۔ ۶ پھر سُبْحَانَ اللّٰہِ ۱۰ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۱۰ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۰ بار کہکر مصلیٰ سے ہٹ جاتے۔ اور دوسرے کاموں میں مشغول ہوجاتے۔

بعد نماز ظہر :— ذکر نمبر ۱، ۲، ۵ اور ۶ عمل میں لاتے۔

بعد نماز عصر :— نماز ظہر کے بعد والے چاروں اذکار کا شغل فرماتے۔

بعد نماز مغرب :— ذکر نمبر ۱ تا ۶ کے بعد ہدیۃ الرسول اور حفظ ایمان کی نیت سے دو دو رکعتیں ادا کرتے۔

بعد نماز عشاء :— ذکر ۱، ۲، ۴ اور ۵ کو عمل میں لاتے۔

نوٹ : جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سنتوں سے فراغت کے بعد اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے سلام کے بعد ہی اذکار میں مصروف ہوجاتے۔ تمام نمازوں کے بعد بالالتزام مدینہ منورہ کی طرف رخ کرکے کھڑے ہوجاتے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام عرض کرتے، پھر دعا کرکے چہرہ پہ ہاتھ پھیر لیتے۔

دُعائے مبارک عطائے رحمانی

سونے کے قبل ضروری طور پر حضور جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ دعائے مبارک عطائے رحمانی کا ورد کیا کرتے تھے اِس کے ورد کا طریقہ یہ تھا کہ اوّل و آخر ۳،۳ بار یہ درود شریف پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ مَلٰئِکَتِکَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کے بعد یہ کلمات مبارکہ تلاوت کرتے۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلَالًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا ھُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ کُلُّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ کَانَ وَعْدُہٗ مَفْعُوْلًا ۝ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلٰئِکَۃِ بِعَدَدِ مَعْلُوْمِہٖ اِلَی الْاَبَدِ ط

حضرت جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کی قائم کردہ

عظیم دینی یادگاریں

دینی مدارس کا قیام

حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ کو اپنے پیر و مرشد سیدنا سرکار تیغ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جہاں دین و دنیا کی انگنت نعمتیں ملی تھیں وہیں دینی اداروں کے قیام اور ان کے تعاون و استحکام کا جذبۂ فراواں بھی وراثتاً حاصل ہوا تھا۔ دار العلوم علیمیہ انوار العلوم سرکاہی شریف، پھر دار العلوم علیمیہ انوار العلوم دامودر پور کی بنیاد سے لیکر ترقی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے تک سرکار نمازی نے سارے خلفاء سرکار سرکاہی کے ساتھ کاندھا سے کاندھا ملاکر جو خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

دار العلوم علیمیہ دامودر پور کے انتظامیہ میں جب اختلاف پیدا ہوا توحاجی محمد صدیق صاحب تیغی، مولانا شاہ محمد علاء الدین طالبؔ القادری، حاجی شاہ عبد الحفیظ صاحب علیہم الرحمہ وغیرہم کے ساتھ سرکار نمازی علیہ الرحمہ بھی دامودر پور مدرسہ کی رکنیت سے الگ ہو گئے۔

۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء میں مذکورہ بالا بزرگوں نے خواب میں حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی ابو العلاء حضور امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ صاحب بہار شریعت کو دیکھا کہ

وہ فرما رہے ہیں آپ لوگ مدرسہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو تتیاں میں کیوں نہیں قائم کر لیتے۔ سب خواب دیکھنے والے جب اکھٹے ہوئے اور خواب کا تذکرہ ہوا تو یہ بات موضوع بحث بنی کہ حضرت صدر الشریعہ نے تھتیاں کے بدلے تتیاں کیوں فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ میری سند فضیلت الجامعۃ الاشرفیہ میں چونکہ الساکن بقریۃ تتیاں لکھا گیا ہے اسی لئے حضرت نے تتیاں کا لفظ ذکر فرمایا۔

فیضان العلوم تیغیہ دارا پٹی

بہر حال بحث و تمحیص کے بعد انتظامی نقطۂ نظر سے قریۂ فال دارا پٹی کے نام نکلا۔ اور ان تمام بزرگوں کے مشورہ سے فیضان العلوم تیغیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جس نے ایک زمانے تک تدریسی و تعلیمی میدان میں اپنی بہتر کارکردگی کا سکہ جمائے رکھا۔

احیاء العلوم تھتیاں شریف

حضور سیدنا سرکار تیغ علی علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری ہی میں تھتیاں شریف میں سرکار نمازی نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مکتب قائم کیا جس میں تعلیم و تربیت کے لئے حضرت سرکار سرکاہی نے استاذ گرامی مولانا الشاہ محمد علاء الدین صاحب طالب القادری علیہ الرحمہ کو بھیج دیا۔ غالباً یہ ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۲ء کی بات ہے۔ پھر وہ مکتب ترقی کرتا گیا اور علاقہ کے کچھ لڑکے آکر تعلیم حاصل کرنے لگے۔ تو اس مکتب کو مدرسہ کی شکل دینے کا پروگرام بنا۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء میں اس مکتب کو مدرسہ بنا دیا گیا۔ اور مدرسہ احیاء العلوم اس کا نام تجویز ہوا۔ حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے صدر مدرس کی جگہ سرکاہی شریف کے سابق صدر مدرس حضرت علامہ طفیل احمد صاحب قبلہ فیض پوری مظفر پوری کی تقرری کی۔

بحمدہ تعالیٰ یہ مدرسہ اب بھی علم دین کی خدمت کر رہا ہے۔

بستان محمدی تیغیہ کوبیاں

تھتیاں شریف سے متصل ہی واقع کوبیاں میں ۱۹۸۰ء کے قریب سرکار نمازی علیہ الرحمہ کے مشورہ سے بستان محمدی تیغیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم ہوئی جو تاہنوز سرگرم کار ہے۔

جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف

یکم محرم الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۷۶ء کو سلسلۂ تیغیہ کے بہت سارے ارباب دانش اور باشعور افراد کی گزارش پر سرکار نمازی علیہ الرحمہ نے جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری بھکولی شریف قائم فرمایا۔ اب تک اس ادارہ سے درس نظامیہ کے پچاسوں، درس عالیہ سے سینکڑوں فاضل اور درجنوں حافظ پیدا ہو چکے ہیں۔ اور مدینۃ العلوم کا تعلیمی معیار ملک کے تمام مشہور اداروں میں مقام اعتبار رکھتا ہے۔ آج جبکہ علاقہ کے اکثر و بیشتر مدارس ہر سال کرایہ کے طلبہ حاصل کر کے دستار بندی کر دیتے اور قوم کی آنکھوں میں دھول جھونک دیتے ہیں۔ یہ ادارہ اس بدعت سے پاک ہے یہاں دو سال، چار سال اور کبھی چھ سال تک تعلیم حاصل کر کے تکمیل تک پہنچنے والے طلبہ کو ہی دستار عالمیت، دستار فضیلت یا دستار حفظ سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

جامعہ فیض الرضا سمڈیگا

چھوٹا ناگپور کا علاقہ سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا اصل میدان رہا ہے سمڈیگا میں جب حق و باطل کی آویزش شروع ہوئی تو سرکار نمازی نے حق کے استحکام

و استعلاء کے لئے جامعہ فیض الرضا قائم فرمایا۔ جو آج بھی گملا ضلع کی بہت بڑی آبادی کو علم دین کے فیضان سے مالامال کر رہا ہے۔

ان مذکورہ بالا اہم اداروں کے علاوہ اپنے زیر اثر ہر گاؤں میں مکتب قائم کر کے وہاں کے بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرمایا۔ اسی کا فیض ہے کہ اب کوئی گاؤں چھوٹا ہو یا بڑا ایسا نہیں ہے جہاں بچوں کی تعلیم کے لئے کوئی مکتب اور درسگاہ نہ قائم ہو۔

خانقاہوں کا قیام

سرکار نمازی نے علوم اسلامیہ کی آگاہی کے لئے جہاں دینی مدارس قائم کئے وہیں دل کی اصلاح اور روح کے تزکیہ کے لئے ملک کے بہت سے علاقوں میں خانقاہیں قائم فرمائیں۔ ان خانقاہوں کے قیام کا صرف یہ مقصد نہ تھا کہ لوگ ذکر و اوراد ہی تک اپنے کو محدود رکھیں بلکہ یہ بھی پروگرام تھا کہ جب اہل علم ایک جگہ بیٹھیں گے تو اوراد، وظائف کے ساتھ اسلامی احکام و مسائل سے بھی حاضرین کو واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضور سیدنا جلالۃ الارشاد کی قائم کردہ خانقاہوں سے مشائخ کے ساتھ علماء کا بھی گہرا تعلق ہے ؏

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق

خانقاہ قادری تھتیاں شریف

۱۴۰۵ھ ۱۹۸۴ء میں سرکار

نمازی علیہ الرحمہ نے یہ مرکزی خانقاہ بھتیاں شریف میں قائم فرمائی۔ سرکار نمازی مسجد سے ڈیڑھ سو قدم جانب مشرق ایک وسیع خطۂ زمین پر خانقاہ قادری کی کار جلاؤ عمارت کھڑی ہے۔ اسی احاطۂ نوری کے مشرقی شمالی گوشہ میں آپ کا مزار پاک مرجع عوام و خواص اور زینت قلب و نظر بنا ہوا ہے۔ مزار اقدس پر عظیم الشان آستانہ کی تعمیر کا آغاز ہو چکا ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے جب تعمیری کام پایۂ تکمیل کو پہونچ جائے

ہر مقامے کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدہ گہ صاحب نظراں خواہد بود

یہی وہ خانقاہ شریف ہے جہاں سے آپ نے اپنی حیات ظاہری کے آخری چار سالوں میں دین مقدس کی تبلیغ اور سلسلۂ تیغیہ کے فروغ و اشاعت کا گراں قدر فریضہ انجام دیا۔ اور شریعت و طریقت کے مسائل و اسرار سے با صلاحیت افراد کو واقف کیا۔ دور دراز سے لوگ آپکی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور کسب فیض کر کے اپنے گھروں کو واپس جاتے۔ یہاں سالانہ جلسہ ہوتا تھا۔ جس میں ملک کے ذمہ دار علماء تشریف لاتے۔ اور علم و حکمت کے دریا بہا کر حاضرین کی پیاس بجھاتے۔

سرکار علیہ الرحمہ کے وصال شریف کے بعد اب خانقاہ قادری میں حاضر ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب دس پانچ مہمان خانقاہ شریف میں نہ آتے ہوں۔ اور کبھی کبھی تو یہ تعداد تیس چالیس تک پہنچ جاتی ہے۔ جن کی حاضری کا مقصد یا تو مزار پاک پر فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ یا شرعی مسائل دریافت کرنا، طریقت کی تعلیم حاصل کرنا یا پھر جسمانی امراض کے شکار حضرات دعا تعویذ کی خاطر اس قادری شفا خانہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

خانقاہ قادری پھکولی شریف

یہ خانقاہ شریف ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء میں حضرت سرکار علیہ الرحمہ نے قائم فرمائی۔ یہاں سے دور دراز علاقوں تک سلسلہ کا فیضان پہونچا۔ پھر ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء میں جامعہ مدینۃ العلوم کا قیام عمل میں آیا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ دونوں دینی ادارے اپنے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔

خانقاہ کولن اسٹریٹ

سرکار علیہ الرحمہ شروع میں جب کلکتہ تشریف لے جاتے تھے تو جناب صوفی شاہ قربان علی تیغی ساکن مہور کھا شریف کی قیام گاہ ۱۴۲ چاندنی چوک میں اقامت گزیں ہوتے۔ اور وہیں سے رشد و ہدایت کا کام انجام دیتے۔ لیکن جب آپ کے مرید و خلیفہ جناب صوفی شاہ عبدالغفار قادری ساکن گوریا شریف نے ۳۲ کولن اسٹریٹ خاتون کورٹ میں اپنا کمرہ حاصل کر لیا تو پھر سرکار علیہ الرحمہ دوران قیام کلکتہ وہیں تشریف فرما ہوتے۔ پھر آپ نے اسے مستقل اپنی خانقاہ کی حیثیت دے دی۔ ہر جمعرات کو فاتحہ خوانی کا سلسلہ جو سرکار نے قائم فرمایا تھا وہ اب بھی جاری ہے۔ جس میں سلسلہ کے بہت سے مریدین و متوسلین شریک ہوا کرتے ہیں۔

خانقاہ مومن پور

برادر طریقت جناب کتاب الدین صاحب قادری ساکن بھرانے ۲۷ اے حسن شاہ روڈ مومن پور میں ایک کمرہ کرایہ پر لے رکھا تھا۔ جہاں سرکار نمازی علیہ الرحمہ کبھی کبھی دو دو چار چار دنوں تک تشریف فرما ہوتے۔ اور وہیں سے اس علاقہ کے تشنگان معرفت کی پیاس بجھاتے۔ ہر منگل کی رات میں وہاں فاتحہ خوانی ہوتی تھی۔ افسوس

جناب بھائی کتاب الدین صاحب کے ریٹائر ہونے کے بعد وہاں کی ساری دینی سرگرمیاں ختم ہوگئیں۔ وہاں ہر سال حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں عظیم الشان جلسہ حضرت سرکار کی سرپرستی اور فقیر حامد القادری غفرلہٗ کی صدارت میں منعقد ہوا کرتا تھا۔

خانقاہ سمڈیگا

سمڈیگا ضلع گملا میں جب سنیت نے سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی کوششوں سے فروغ پایا۔ تو آپ نے سال میں دو چار بار اس علاقہ کو اپنی مسیحا نفسی سے تازہ دم کرنے کے لئے نوازنا شروع کیا۔ برادر طریقت جناب معین الدین خاں صاحب کا دولت کدہ حضرت کے قدم کی برکتوں سے مشرف ہوا۔ آج بھی جب سلسلہ کے خلفا حضرات سمڈیگا تشریف لیجاتے ہیں تو اسی خانقاہ کے توسط سے دین و سنیت کی اشاعت کا کام انجام دیتے ہیں۔ حاضرین آتے ہیں اور بقدر ظرف کسب فیض کرکے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ یہاں ہر جمعرات کو فاتحہ خوانی و شجرہ خوانی کی جاتی ہے۔

خانقاہ گملا

سرکار نمازی علیہ الرحمہ رشد و ہدایت کی خاطر جب گملا تشریف لے جاتے تو وہاں جناب بھائی محمد سلیمان قادری بینٹر کے گھر پر قیام فرماتے۔ آج بھی سرکاری خلفا وہاں جاتے ہیں تو اسی خانقاہ میں قیام کرکے دین و سنیت کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

خانقاہ لوہردگا

لوہردگا شہر کے انجمن محلہ میں جناب جان محمد انصاری قادری تیغی کے مکان کو حضرت کے قدم کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں ہر جمعرات کو سارے مریدین و متوسلین

فاتحہ خوانی و شجرہ خوانی کا کام انجام دیتے ہیں۔

خانقاہ رانچی

جناب حاجی محمد ادریس صاحب قریشی کا مکان واقع کانٹا ٹولی چوک حضرت کی روحانی سرگرمیوں اور دینی اشاعتی کارناموں کا مرکز رہا ہے۔ اور آج بھی اس کی یہ حیثیت برقرار ہے۔

خانقاہ سندرگڑھ

سندرگڑھ اڑلیسہ میں جب حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ تشریف لے گئے تو اس علاقہ کے لوگوں کی سہولت کا لحاظ کرتے ہوئے جناب حاجی عبد الغفور صاحب قادری ڈینگی باڑی کے در دولت کو اپنی دینی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ وہاں سے اڑلیسہ اور ایم پی کے بہت سے علاقوں تک سلسلہ رتیغیہ کا فیضان پہونچا۔ اور اب بھی سرکار علیہ الرحمہ کے خلفا وہاں جاتے اور دینی و روحانی خدمات انجام دیتے ہیں۔

کلکتہ میں ۲ دو نئی خانقاہیں

یوں تو سرکار نمازی علیہ الرحمہ کا فیضان کرم تقریبًا ملک کے تمام بڑے شہروں کو اپنی آغوش رحمت میں لے چکا ہے۔ مثلاً بمبئی، بنارس، لکھنؤ، راوڑ کیلا، اعظم گڑھ، موتیہاری، گیا، ہزاری باغ، بردوان، آسنسول وغیرہ، لیکن باقاعدہ خانقاہ کی حیثیت سے فی الحال دو نئے مقام نے مرکزیت حاصل کرلی ہے ۱ رپن لین میں جناب صوفی شاہ رحمت اللہ قادری تیغی نے ایک مکان حاصل کیا ہے جو خانقاہ تیغیہ نمازیہ کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں بھی سلسلہ کے بہت سے لوگ حاضر ہوتے اور روحانی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۲ برادر طریقت جناب محمد جان صاحب تیغی کا کمرہ واقع کسیا بگان کلکتہ ۱۷ جہاں چند برسوں سے فقیر حامد القادری

جناب بھائی کتاب الدین صاحب کے ریٹائر ہونے کے بعد وہاں کی ساری دینی سرگرمیاں ختم ہوگئیں۔ وہاں ہر سال حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں عظیم الشان جلسہ حضرت سرکار کی سرپرستی اور فقیر حامد القادری غفرلہ کی صدارت میں منعقد ہوا کرتا تھا۔

خانقاہ سٹڈ بگا

سٹڈ بگا ضلع گملا میں جب سنیت نے سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی کوششوں سے فروغ پایا۔ تو آپ نے سال میں دو چار بار اس علاقہ کو اپنی مسیحا نفسی سے تازہ دم کرنے کے لئے نوازنا شروع کیا۔ برادر طریقت جناب معین الدین خاں صاحب کا دولت کدہ حضرت کے قدم کی برکتوں سے مشرف ہوا۔ آج بھی جب سلسلہ کے خلفاء حضرات سٹڈ بگا تشریف لیجاتے ہیں تو اسی خانقاہ کے توسط سے دین وسنیت کی اشاعت کا کام انجام دیتے ہیں۔ حاضرین آتے ہیں اور بقدر ظرف کسب فیض کرکے اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔ یہاں ہر جمعرات کو فاتحہ خوانی و شجرہ خوانی کی جاتی ہے۔

خانقاہ گملا

سرکار نمازی علیہ الرحمہ رشد وہدایت کی خاطر جب گملا تشریف لے جاتے تو وہاں جناب بھائی محمد سلیمان قادری بیئنٹر کے گھر پر قیام فرماتے۔ آج بھی سرکاری خلفاء وہاں جاتے ہیں تو اسی خانقاہ میں قیام کرکے دین وسنیت کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

خانقاہ لوہردگا

لوہردگا شہر کے انجمن محلہ میں جناب جان محمد انصاری قادری تیغی کے مکان کو حضرت کے قدم کی برکتوں سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں ہر جمعرات کو سارے مریدین ومتوسلین

فاتحہ خوانی و شجرہ خوانی کا کام انجام دیتے ہیں۔

خانقاہ رانچی

جناب حاجی محمد ادریس صاحب قریشی کا مکان واقع کانٹا ٹولی چونکہ حضرت کی روحانی سرگرمیوں اور دینی اشاعتی کارناموں کا مرکز رہا ہے۔ اور آج بھی اس کی یہ حیثیت برقرار ہے۔

خانقاہ سندرگڑھ

سندرگڑھ اڑلیسہ میں جب حضور سیدنا سرکار نمازی علیہ الرحمہ تشریف لے گئے تو اس علاقے کے لوگوں کی سہولت کا لحاظ کرتے ہوئے جناب حاجی عبد الغفور صاحب قادری تیغی نے اپنی کے در دولت کو اپنی دینی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ وہاں سے اڑلیسہ اور ایم پی کے بہت سے علاقوں تک سلسلہ تیغیہ کا فیضان پہونچا۔ اور اب بھی سرکار علیہ الرحمہ کے خلفاء وہاں جاتے اور دینی وروحانی خدمات انجام دیتے ہیں۔

کلکتہ میں ۲ دو نئی خانقاہیں

یوں تو سرکار نمازی علیہ الرحمہ کا فیضان کرم تقریباً ملک کے تمام بڑے شہروں کو اپنی آغوش رحمت میں لے چکا ہے۔ مثلاً بمبئی، بنارس، لکھنؤ، راوڑ کیلا، اعظم گڑھ، موتیہاری، گیا، ہزاری باغ، بردوان، آسنسول وغیرہ، لیکن باقاعدہ خانقاہ کی حیثیت سے فی الحال دو نئے مقام نے مرکزیت حاصل کرلی ہے ۱۔ رپن لین میں جناب صوفی شاہ رحمت اللہ قادری تیغی نے ایک مکان حاصل کیا ہے جو خانقاہ تیغیہ نمازیہ کے نام سے موسوم ہے۔ وہاں بھی سلسلہ کے بہت سے لوگ حاضر ہوتے اور روحانی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ۲۔ برادر طریقت جناب محمد جان صاحب تیغی کا کمرہ واقع کسیا بگان کلکتہ ۱۷ جہاں چند برسوں سے فقیر حامد القادری

غفرلہٗ جاکر قیام کیا کرتا ہے ۔ الحمدللہ کہ اس خانقاہ میں بہت سارے علما ر ومشائخ تشریف لاتے رہتے ہیں۔ اور دینی بیداری کا پیغام قوم تک پہونچاتے ہیں ۔ ارادت مند لوگ آکر شرف بعیت حاصل کرتے ، تعلیمات روحانی حاصل کرتے اور شرعی مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں ۔

مسائلِ شرعیّہ کا نفاذ

سرکار نمازی علیہ الرحمہ کو دینی مسائل کے نفاذ سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ ذیل کی تفصیلات سے لگایا جاسکتا ہے ۔ جہاں لوگ برسہا برس سے غلط رواج کے پابند ہوگئے ہوں وہاں شرعی احکام کے نفاذ میں کتنی دشواری ہوگی ، کتنے مشکلات وخطرات سے گزرنا ہوگا ۔ اپنوں اور بیگانوں کے کتنے طعن وتشنیع کے الفاظ سننے ہوں گے ۔ وہ اس دریا کے تیراک ہی جان سکتے ہیں ؎

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

اذان خطبہ مسجد میں اذان دینا ناجائز ہے ۔ معلوم نہیں کب سے پورے ملک میں اس شرعی مسئلہ کی خلاف ورزی جاری تھی ۔ سرکار نمازی نے اپنے علاقہ کی مسجدوں میں جمعہ کے دن قبل خطبہ منبر کے نزدیک دی جانے والی اذان کو مسجد سے باہر دلوانے کا سلسلہ قائم فرمایا ۔

تکبیر کے وقت بیٹھنا بدعقیدوں نے جہاں ایمان والوں کے عقائد کو اپنا ہدف بنایا وہیں اعمال کو بھی برباد کرنے کرانے کا بیڑا اٹھایا تھا ۔ تکبیر کے وقت حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر مقتدیوں اور امام کو کھڑا ہونا ہے ۔ لیکن لوگ پہلے سے ہی کھڑے ہوکر تکبیر سنا کرتے تھے اللہ کا شکر ہے کہ سرکار علیہ الرحمہ کے حلقۂ ارادت میں لوگ بوقت تکبیر بیٹھے رہتے ہیں ۔ اور جب مکبّر حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح پر پہنچتا ہے تو امام اور مقتدی سب لوگ کھڑے ہوتے ہیں ۔

اذان بعد دفن بدعقیدہ لوگ صرف زندوں سے ہی دشمنی مول نہیں لیتے بلکہ اپنی طبعزاد توحید وشریعت کا سہارا لیکر مُردوں کے حق پر بھی ڈاکہ ڈالتے ہیں ۔ قبر میں مردہ کتنی بے چارگی محسوس کرتا ہے ۔ نئی جگہ ، اندھیری کوٹھری ، نکیرین کے سوالات ، شیطان کی گھات ، ایسے خطرناک ماحول میں جب مردہ کو اذان کی آواز سنائی دیتی ہے تو وحشت دور ہوتی اور اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ۔ آوازِ اذان سے شیطان بھاگتا ہے ، سرکار نمازی نے مُردوں کی خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علاقہ میں قبر پر اذان دینے کا سلسلہ شروع فرمایا اور بحمدہٖ تعالیٰ اب اکثر جگہوں پر قبر پر اذان دی جانے لگی ۔

دیہات میں جمعہ وظہر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ دیہات میں جمعہ کے دن جمعہ نہیں بلکہ اور دنوں کی طرح ظہر فرض ہے ۔ معلوم نہیں لوگوں نے کب سے دیہات میں رہتے ہوئے نماز ظہر سے بے اعتنائی برتنا شروع کیا ۔ اور اس کے بدلے جمعہ

کورائج کردیا۔ سرکار نمازی نے فرمایا کہ جب دیہات میں جمعہ لوگ قائم کرچکے ہیں تو اب اسے روکنے اور بند کرنے کا کسی کو حق نہیں ورنہ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ ۝ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۝ کی وعید کا حقدار ہوگا۔ لہٰذا ظہر جو فرض ہے اسے ادا کیا جائے اور وہ بھی جماعت سے چنانچہ ۱۴۰۹ھ و ۱۹۸۸ء کی ابتدا میں سرکار نمازی کے مشورہ سے سہاکولی شریف میں جمعہ کی نماز کے بعد فرض ظہر باجماعت ادا کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اب یہ ملک کے بہت سے دیہاتوں میں بھی نافذ ہوگیا۔

قبر میں دائیں کروٹ

معلوم نہیں کب سے لوگ مُردوں کو قبر میں چت لٹانے اور صرف چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دینے لگے سرکار نمازی نے اس پر زور دیا کہ مردہ کو قبر میں دائیں کروٹ لٹایا جائے جس کا طریقہ یہ ارشاد فرمایا کہ پورب کی دیوار میں مردہ کی پشت لگا دی جائے اور سر سے پاؤں تک سارا بدن قبلہ رخ کردیا جائے۔

سَفرِ حج وزیارتِ حرمین شریفین

شوال المکرم ۱۳۹۰ھ کا مبارک مہینہ سرکار نمازی علیہ الرحمہ کی زندگی کا سب سے قیمتی اور مقدس مہینہ ثابت ہوا۔ جب آپ کو دیار حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلاوا آیا۔ اسباب پر نظر رکھنے والے حیرت میں ہیں کہ سرکار نمازی جیسے غریب خاندان کے فرد جن کے پاس نہ ملازمت تھی نہ تجارت اور نہ

قابل ذکر زراعت۔ نہ مریدین و متوسلین سے کسی بہانے روپیہ حاصل کرنے کی عادت، پھر وہ کیسے اس عظیم سفر کے قابل ہوگئے لیکن مسبّب الاسباب پر نظر رکھنے والے ہر آن محیّر العقول کارناموں کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

شوال کی ابتدائی تاریخوں میں سفر مدینہ منورہ کے لئے آپ کو بمبئی جانا تھا۔ آپ نے ایک رات میلاد پاک کی محفل منعقد کرائی۔ کچھ ایسے حاسدین بھی تھے جو نہیں چاہتے تھے کہ آپ حج کو تشریف لے جائیں۔ سرکار نمازی مسجد میں میلاد پاک کا پروگرام منعقد ہوا۔ جب صلاۃ وسلام کے لئے سارے حاضرین مدینہ منورہ کی طرف لَو لگا کر اپنے آقا کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے تھے کہ یک بیک آپکے گھر سے چور چور کا شور برپا ہوا۔ صلاۃ وسلام کے بعد لوگ حالات معلوم کرنے کو مسجد سے باہر نکلے تو معلوم ہوا کہ سرکار کے گھر میں چور تو چوری کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن آپ کے برادرزادہ حافظ محمد خلیل صاحب کے گھر میں کامیاب ہوگئے۔ لوگوں نے خطرہ کے پیش نظر آپ کو سفر ملتوی کردینے کا مشورہ دیا لیکن آپ نے فرمایا ؎

کون روکے گا راہ میں مجھکو
میں نے رُخ کرلیا مدینے کا

کل ہو کے صبح سویرے حاجیوں کا قافلہ بھتیاں شریف سے روانہ ہوا۔ والدین کریمین حج کو جارہے تھے لیکن مریدین و متوسلین کے جوش عقیدت اور شانِ محبت کا عجیب حال تھا۔ ہر آنکھ پُرنم اور ہر لب درود شریف میں مشغول۔ فراق حبیب کی ٹیس ہر شخص کو بےخود کئے ہوئے تھی اور ہر شخص بزبان حال یہ کہہ رہا تھا ؎

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں

حسرت آتی ہے یہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں

مظفر پور سے بذریعہ ٹرین والدین کریمین کے ہمراہ میں بھی بمبئی تک شریک سفر رہا۔ بمبئی پہنچ کر ضروری کاغذات مکمل کرانے کے بعد ہم لوگوں نے شہر بمبئی کے آسودگان خواب بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی۔ اور فاتحہ خوانی کی۔ صابوصدیق مسافر خانہ میں تبلیغی جماعت والوں نے حاجیوں کو گمراہ کرنے کی ایک منظم تحریک چلا رکھی تھی۔ دن میں کئی کئی بار وہ لوگ ہم لوگوں کو نماز کے نام پر اپنے سے قریب کرنے کی کوشش کرتے لیکن ناکام رہ جاتے۔ آپ فرمایا کرتے ؎

میں مصطفےٰ کے جام محبت کا مست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

بمبئی کے دوران قیام معلوم ہوا کہ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ بھی حج کے لئے اسی جہاز سے جا رہے ہیں۔ جس سے سرکار نمازی علیہ الرحمہ کا ریزرویشن تھا۔ سرکار کو اس اطلاع سے روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ اور ہم لوگ فوراً حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی قیام گاہ پر بغرض ملاقات حاضر ہو گئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد خیر و عافیت کا تبادلہ ہوا اور اس کے بعد تو پورا سفر تقریباً حضور مفتی اعظم ہند کی معیت میں بسر ہوا۔

جہاز میں بھی تمام اہل سنت و جماعت حجاج کرام کی نماز اپنی جماعت سے ہوتی رہی۔ یہی حال خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی میں بھی رہا۔ سرکار نمازی نے تقریباً ڈھائی ماہ مکہ مکرمہ میں اور ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں گزارا۔ مکۂ مکرمہ میں جنت المعلیٰ شریف کا قبرستان، غار حرا، غار ثور، مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مسجد جن وغیرہ

کی زیارت کی تو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی حاضری کے بعد جنت البقیع شریف، مسجد قبا، جبل احد، شہدائے احد، بیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ مدینہ منورہ میں آپ کا روزانہ کا معمول ہو گیا تھا کہ مسجد نبوی میں نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد جب تمام دروازے بند ہونے لگتے تو آپ مواجہ اقدس پر آخری بار صلاۃ و سلام عرض کر کے سیدھے باب مجیدی پر واقع امام اہل سنت حضور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید و خلیفہ حضرت ضیاء الملت والدین علامہ ضیاء الدین علیہ الرحمہ کے در دولت پر حاضری دیتے۔ اور وہاں کے روحانی پروگرام میں شامل ہوتے۔

حج کے تمام ارکان کی ادائیگی اور روضۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے بعد آپ محرم شریف میں تھتیاں شریف واپس آگئے۔ واپسی کے بعد تمام اہل عقیدت کا ایک جلسہ بلوایا۔ جس میں سرکار نے خود اپنی زبان مبارک سے روداد سفر بیان فرمائی۔ اور بدعقیدوں نے کہاں کہاں کس کس طرح اپنی گمراہی و گمراہ گری کا مظاہرہ کیا وضاحت سے ذکر فرمایا۔ پھر صلاۃ و سلام اور دعا پر اس روحانی پروگرام کا اختتام ہوا۔

علالت و مرض وصال

یوں تو سرکار نمازی علیہ الرحمہ زندگی بھر کسی نہ کسی بیماری اور مرض کے شکار رہے لیکن اسے حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ بیماری اپنا اثر اسی وقت

دکھائی تب آپ پروگرام دیکھنے سے فارغ ہوتے۔ شاید ہی کبھی پروگرام کے دوران
پر کسی ایسے مرض کا حملہ ہوا ہو جو پروگرام میں خلل ڈال سکے۔ لیکن جب آپ کی عمر شریف ساٹھ
سال کو پہونچ گئی تو ایسے مرض کے شکار ہوئے جس نے زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے
اثرات کم نہیں ہونے دیا۔

پیش گوئی

نومبر ۱۹۸۸ء کے آخری عشرہ میں مومن پور کلکتہ میں
حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر
حضرت سرکار مختاری علیہ الرحمہ کی سرپرستی اور فقیر حامد القادری غفرلہ کی صدارت میں
عظیم الشان جلسہ ہوا تھا۔ یہ سرکار علیہ الرحمہ کا آخری سفر کلکتہ تھا۔ جلسہ کے بعد دو
دن تک خانقاہ شریف چلا آیا اور سرکار کلکتہ ہی میں ٹھہر گئے۔ ایک دن لوگ آپ کو غسل
کرا رہے تھے میرے برادر طریقت جناب کمال الدین صاحب بھی ان میں شامل
تھے جب لوگوں نے صابن لگا کر پاؤں کو رگڑ کے دھونا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ
جس قدر آپ لوگ پاؤں مل مل کر دھو سکتے ہوں دھو دیجئے۔ اب اس کے بعد
آپ لوگوں کو پاؤں دھونے کا موقع نہیں ملے گا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء کے آخری عشرہ میں
جب آپ بھائی محمد ادریس صاحب قریشی کو ساتھ لیکر خانقاہ شریف کے لئے روانہ
ہوئے اور عقیدت مندوں نے ہوڑہ اسٹیشن پر آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا
شروع کیا تو آپ نے فرمایا آپ لوگ جتنا ہار میرے گلے میں ڈالنا چاہیں ڈال
دیجئے اس کے بعد تو قبر ہی پر موقع ملے گا۔

بہرحال ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعرات
بعد نماز ظہر حضور قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ رقم میرے پاس مدرسہ کی ہے جو میں کلکتہ

سے لایا ہوں آپ اسے مدرسہ میں رکھ دیجئے میں رقم لیکر مدرسہ چلا گیا۔ نماز
عشاء پڑھ کر آپ نے کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد آپ ہاتھ دھو ہی رہے تھے کہ
آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔ رات بھر مقامی ڈاکٹروں کا علاج ہوا۔ صبح سویرے مظفر پور
لے جائے گئے۔ پرائیوٹ نرسنگ ہوم میں آپ کو داخل کیا گیا۔ یہ ۱۹ جمادی الاولیٰ
جمعہ کی بات ہے۔ کئی ڈاکٹروں نے تشخیص کرنے کے بعد بتایا کہ علاج تشفی بخش ہو رہا
ہے خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ ڈاکٹر نے ایک ایسی دوا لکھدی جو نہ مظفر پور میں مل سکی اور
نہ پٹنہ میں۔ بتایا گیا کہ یہ دوا کلکتہ سے منگوائی جا سکتی ہے۔ بھائی محمد یونس صاحب
قادری بکساواں ضلع ویشالی نے اس دوا کے حصول کی انتھک کوشش کی لیکن
دستیابی کی کوئی سبیل نہ نکل سکی۔ آخر ۳۱ دسمبر کا دن آیا اور انگریزی کلنڈر کا آخری
دن بھی گزر گیا۔ مظفر پور نرسنگ ہوم میں علاقہ کے عقیدت مندوں کا تانتا لگا رہا۔

آج ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۹ء روز یکشنبہ ہے۔
تیمارداری کرنے والوں میں فقیر حامد القادری، حضرت سرکار قبلہ کے سگے بھائی جناب
صاحب جان صاحب تیغی، بھائی محمد یونس صاحب بکساواں، مولانا محمد نصیر الدین
صاحب ابن شاہ عبد الغفار صاحب گورہاوی، بھائی محمد شریف صاحب گورنگاواں،
ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مظفر پور، بھائی شاہ محمد علی صاحب قادری بھیپکا، مولانا
عبد الشکور صاحب قادری سیتامڑھی وغیرہ شامل تھے۔ جو تقریباً پہلے دن سے
آخر وقت تک ساتھ رہے۔ ہم لوگوں نے نماز فجر ادا کی۔ مسجد سے باہر آنے کے بعد چچا جان
نے فرمایا حامد القادری رات گیارہ بجے ہم سرکار کو دوا پلانے کے بعد لیٹا رہے تھے
کہ یک بیک کمرہ میں ایسی تیز روشنی ہوئی کہ آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ آنکھیں مل کر

پھر دوبارہ دیکھنے کی کوشش کی تو وہ سارا منظر نظر سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اس واقعے سے ایسا لگا کہ شاید حضرت کا آخری وقت اب قریب آ چکا ہے۔ ہم لوگوں نے مشورہ کیا اور بھائی شاہ محمد علی صاحب اور بھائی محمد شریف صاحب کو رانچی اور کلکتہ ٹیلی فون کرنے کو بھیج دیا۔

وفات یکشنبہ کا پورا دن دوا علاج میں گزرا۔ شام کو آپ کے چہرہ کی رونق بڑھ گئی۔ ہم لوگوں نے اسے روبہ صحت ہونے کی علامت سمجھی مگر بعض احباب نے ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

کا مصداق قرار دیکر آخری وقت کی نشاندہی کی۔ بالآخر وہ وقت موعود آپہنچا، جب ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۹ء شب دوشنبہ مبارکہ کو ۹ بجکر ۵ منٹ پر رشد و ہدایت اور تقویٰ و خشیت کا یہ آفتاب ایک عالم کو فیضیاب کرکے ۸۲ سال کی عمر میں غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

حالت مرض میں ہر نماز کے وقت آپ ہاتھ اس طرح کرتے گویا آپ وضو کر رہے ہیں پھر نماز پڑھنے کا انداز اپناتے حتیٰ کہ انتقال سے چند منٹ پہلے بھی آپ نے نماز عشاء کے لئے ایسی ہی تیاری کی۔

حضور سرکار علیہ الرحمہ نے کئی سال پہلے حاجی محمد ادریس قریشی تیغی

رانچی سے فرمایا تھا کہ حاجی صاحب آپ ایک کار حاصل کیجئے جس پر ہم لوگ سفر کرینگے انتقال کے دن بہار بند ہونے کی وجہ سے حاجی صاحب موصوف رانچی سے کار سے آئے تھے۔ مظفر پور میں کوئی گاڑی نہیں مل سکی تو اسی کار سے سرکار قبلہ کو تھیتیاں شریف لایا گیا۔ پھر یاد آیا کہ چند برس قبل غالباً اسی سفر کی طرف حضرت کا اشارہ تھا ساڑھے آٹھ بجے شب کو حاجی صاحب مظفر پور پہونچے تھے۔ بعد وصال تقریباً گیارہ بجے جسد پاک کو تھیتیاں شریف لایا گیا اور حجرۂ مقدسہ میں رکھا گیا۔

غسل و کفن دوشنبہ مبارکہ کو ۹ بجے دن میں غسل و کفن کی تیاری ہوئی۔ غسل دلانے والوں میں فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ، حضرت مولانا اشرف القادری صاحب نیپالی، صوفی شاہ قربان علی صاحب مرحوم بہور کھادی، صوفی شاہ عبدالغفار صاحب گوریاوی، حاجی محمد ادریس صاحب قریشی رانچی، شاہ زین العابدین صاحب اور محمد ایوب صاحب وغیرہ شامل تھے۔ حج کے موقع پر حضور علیہ الرحمہ جو اپنے ساتھ کفن لے گئے تھے وہی کفن آپ کو پہنایا گیا۔ کفن پہناتے وقت فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ، مولانا اشرف القادری، شاہ عبدالغفار صاحب، شاہ زین العابدین صاحب وغیرہ نے ہاتھ بٹایا۔ سرکار سرکانہی علیہ الرحمہ کا عطا فرمودہ عمامہ شریف آپ کے سر پر باندھا گیا۔

نماز جنازہ ملک کے کئی اخبارات نے چونکہ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر شائع کر دی تھی۔ اس لئے عوام و خواص کا اصرار ہوا کہ نماز جنازہ میں کچھ تاخیر کی جائے چنانچہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۸۹ء روز سہ شنبہ ۱۲ بجے دن میں نماز جنازہ کی صف بندی کی گئی۔ نماز

پہلے اس فقیر نے مجمع عام کے سامنے چند ضروری اعلان کئے۔ (۱) حضرت سرکار علیہ الرحمہ کا اگر کسی پر کوئی قرض ہو تو وہ شریعت کے اختیار کی حد میں حامد القادری معاف کرتا ہے (۲) حضرت علیہ الرحمہ پر اگر کسی کا قرض ہو تو وہ تدفین کے بعد مجھ سے مطالبہ کرے یا معاف کر دے (۳) حضرت علیہ الرحمہ کے عرس پاک میں عورتوں کو قطعًا شرکت کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ عرس مروجہ بند کیا جا سکتا ہے لیکن عورتوں کو کبھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

پھر فقیر تیغی حامد القادری غفرلہٗ نے حضور علیہ الرحمہ کے خلفاء کو یکے بعد دیگرے مائیک کے سامنے بلا کر لوگوں سے متعارف کرایا۔ پھر نماز جنازہ کی امامت فقیر حامد القادری نے کی اس نماز میں تقریبًا پندرہ ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ آخری وقت میں بھیگی پلکوں سے مرشد کامل کو رخصت کرنے والوں میں پندرہ ہزار مسلمانوں کے علاوہ کئی ہزار غیر مسلم بھی شریک تھے۔

نماز جنازہ کے بعد مرقد النور تک جنازہ کو لے جانے کا منظر بھی قابل دید تھا۔ نماز کے بعد سارے لوگوں کو اپنی اپنی جگہ کھڑے رہنے کو کہا گیا۔ اور سارے لوگوں کے سروں سے تابوت کو گزار دیا گیا۔ اس طرح ہر ایک شخص کو جنازۂ مبارکہ کو کاندھا لگانے کا موقع مل گیا۔

تدفین

خانقاہ قادری کے احاطۂ نور میں جس گوشہ کو حضرت سرکار نے اپنی آخری آرام گاہ کے لئے پسند فرمایا تھا وہاں آپ کے جسد پاک کو لے جایا گیا۔ اور صلاۃ و سلام اور نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں جسد النور کو آغوش لحد کے سپرد کر دیا گیا۔ فرمان رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق

پورب والی دیوار سے جسم پاک متصل کر کے دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹایا گیا پھر عطر و گلاب سے قبر شریف کو لبا دیا گیا اور اعضائے سجود پر کافور مل دیئے گئے۔ تختہ برابر کر کے مٹی دی گئی۔ فاتحہ خوانی سے قبل ادائیگی سنت کی خاطر فقیر حامد نے سرہانے کھڑے ہو کر سورۂ بقرہ الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائتانے کھڑے ہو کر آمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک تلاوت کی۔ پھر چہرۂ النور کے سامنے فاتحہ خوانی کی اور شجرۂ عالیہ قادریہ آبادانیہ تیغیہ پڑھا گیا۔ آستانہ پاک سے تمام لوگوں کے ہٹ جانے کے بعد قبر پر اذان دی گئی اور کلمات تلقین ادا کئے گئے۔ شام کے چار بجے تک تمام کاموں سے فراغت حاصل ہوئی۔ اسی موقع پر چہارم شریف، دسواں، بیسواں اور جلسۂ چہلم شریف کے مجوزہ پروگرام سے تقریری اور تحریری دونوں طرح سے حاضرین کو مطلع کیا گیا اور حتی الامکان تمام لوگوں سے اپنے اپنے یہاں فاتحہ اور ایصال ثواب کی تقریبات منعقد کرنے کی گزارش کی گئی۔

چنانچہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ایک سو ختم کلام پاک کیا گیا۔ ضلع رانچی، لوہردگا، گملا، سمڈیگا، کلکتہ اور ملک کے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں بھی قرآن خوانی کی محفل منعقد ہوئی۔ اور ایصال ثواب کیا گیا۔

جلسۂ چہلم شریف

یکم رجب المرجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۸۹ء جلسۂ چہلم شریف کی تاریخ رکھی گئی۔ لیکن مہمانوں اور عقیدت مندوں کی آمد کا سلسلہ پانچ چھ روز قبل ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ مزار شریف سے جانب شمال جلسہ گاہ طے کی گئی۔ ۸ فروری کی رات میں مزار پاک کو غسل دیا گیا اور فاتحہ خوانی و گل پوشی سے چہلم شریف کی تقریب کا آغاز ہوا۔

کلکتہ سے بھائی محمد وکیل قادری عرف مستان صاحب بالاکپوری اپنے برادران طریقت کے قافلہ کے ہمراہ پھولوں کا ٹوکرا لیکر دن ہی میں آچکے تھے۔ پھولوں سے مزار پاک کی ایسی آرائش وزیبائش ہوئی جو دیدنی تھی۔ نماز فجر کے بعد فقیر حامد غفرلہٗ کی نگرانی میں حجرۂ مبارکہ میں حلقۂ ذکر آراستہ ہوا۔ تمامی خلفاء اور مخصوص مریدین اس حلقۂ نوری میں شریک ہوئے۔ تقریبًا ایک گھنٹہ تک ذکر و وظائف اور اوراد واشغال کی گرم بازاری رہی۔ پھر چادر شریف کا جلوس نکلا۔ جس میں حضرت قاری کلیم نوری سلطانپوری اور دیگر نعت خواں حضرات نے نعت ومنقبت صلاۃ وسلام اور عوامی نعرۂ تکبیر ورسالت سے پورے علاقہ میں اسلام کی عظمت اور اولیائے کرام کی کرامتوں کا ڈنکا بجا دیا۔ تین گھنٹوں میں یہ جلوس بستیاں شریف کے مختلف راستوں میں گشت لگا کر مزار پاک پر واپس آیا۔ اجتماعی چادر پوشی، فاتحہ خوانی وشجرہ خوانی کے بعد عرس کمیٹی کے افراد اپنے انتظام والنصرام میں لگ گئے لیکن انفرادی چادر پوشی کا سلسلہ دن بھر اور رات بھر چلتا رہا۔ نماز ظہر کے بعد قرآن خوانی کی گئی۔ نماز عصر کے بعد حضور سیدنا جلالۃ الارشاد علیہ الرحمہ کی یادگار کے طور پر آپ کے حالات زندگی اور تعلیمات طریقت واحکام شریعت پر مشتمل عظیم الشان کتاب "مشکوٰۃ نبوت" کی رسم اجرا عمل میں آئی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضور سرکار علیہ الرحمہ کے قائم کردہ ادارہ جامعہ مدینۃ العلوم خانقاہ قادری بھیکولی شریف کے طلبہ نے نعت خوانی ومنقبت خوانی کے ذریعہ اپنے عظیم محسن کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ نماز عشا کے بعد باقاعدہ جلسۂ چہلم شریف کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن پاک سے کاروائی کا آغاز ہوا پھر

نعت پاک، منقبت اور تقریروں کا دور شروع ہوا۔ دوران تقریر ہی ۹ بجکر ۵ منٹ پر قل شریف کا اہتمام کیا گیا۔ وہ منظر ایسا روح پرور تھا کہ تمام حاضرین کے دل جھوم اٹھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سارا کاروبار حیات ایک جگہ رک سا گیا تھا۔ جو جہاں تھا وہیں قل شریف کے پروگرام کی جانب متوجہ ہوگیا۔ سرکار علیہ الرحمہ کے تمامی خلفاء وسجادہ نشین حضرات، سلسلہ رشیدیہ کے تمامی خلفاء، علاقائی وبیرونی تمامی علمائے کرام وشعرائے اسلام اسٹیج پر موجود تھے۔ قل شریف کے بعد پھر کاروبار حیات ایک دم سے چل پڑا۔ نماز فجر تک یہ سلسلہ نوری قائم رہا صلاۃ وسلام اور فقیر حامد غفرلہٗ کی دعاو شکریہ کے ساتھ چہلم شریف کی تمام تقریبات بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اس پہلے جلسۂ چہلم شریف میں ہمیشہ کے لئے عرس پاک کے پروگرام اور دیگر ضروری دستور طے کرکے لوگوں کو سنا دیا گیا۔ کاش دیگر خانقاہ والے بھی اپنے یہاں کا عرس اسی طرز پر منعقد کرتے۔

پروگرام عرس پاک :———

(۱) ۲۲ جمادی الاولیٰ کی شب میں غسل مزار پاک تمامی خلفاء جلالۃ الارشاد کی موجودگی میں ہوگا۔

۲۲ جمادی الاولیٰ۔ بعد نماز فجر۔ حلقۂ ذکر۔ حلقۂ ذکر کے بعد جلوس چادر

〃 〃 بعد نماز ظہر۔ قرآن خوانی ومشاعرۂ نعت ومناقب

〃 〃 بعد نماز مغرب۔ تقسیم لنگر۔ بعد نماز عشا۔ جلسۂ عام

〃 〃 ۹ بجکر ۵ منٹ پر دوران جلسۂ عام قل شریف

قبل نماز فجر: صلاۃ وسلام و دعا وشکریہ پر اختتام پروگرام

(۲) کبھی کسی فاسق معلن (بے نمازی، داڑھی منڈانے، یا حد شرع سے کم رکھنے والے چین والی گھڑی پہننے والے) کو اسٹیج پر جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(۳) عرس پاک کی تقریبات میں عورتوں کی حاضری کو سختی سے روکا جاتا رہیگا۔

(۴) عرس کے موقع پر مشورہ بکس لگایا جائے گا تاکہ لوگ انتظام وانصرام کے متعلق اچھلسے اچھا مشورہ لکھکر بکس میں ڈال سکیں۔

قطعاتِ تاریخِ وصال

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ عَبْدِہٖ الْاَمِیْن
رَضِیَ اللّٰہُ الْمَسْجُوْدُ [١٤٠٩] عَنْہُ دَائِمًا اَبَدًا
١٤٠٩

وہ ولی وہ نمازی ذیشان — گرچہ ہے تحت کل علیہا فان
زندگی اس کی نازش عرفان — عاقبت اس کی لازم غفران
١٤٠٩

تیرہ ستائیس میں پیدا ہوئے — چودہ سو نو میں وہ جنت کو گئے
بیاسی سالہ زندگی میں دین کی — خوب ہی خدمت بحمد اللہ کی
پیر کامل تھے وہ سب میں پیر کی — جنت الفردوس کو جاگیر کی

ہاتف بگفت سال وصال نمازی شہ
بودہ برائے منزل حق آن چراغ رہ
١٤٠٩

میرا آقا شاہ نمازی طوفاں کا رخ موڑ گیا
حق سے گریزاں ایک دنیا کا رب سے رشتہ جوڑ گیا
تیرہ سو ستائیس ہجری کو آیا تھا دنیا میں
چودہ سو نو کی ایک شب میں ہم سب کو وہ چھوڑ گیا
بیاسی برس کی عمر تھی پائی لیکن رب کی رحمت سے
ظلم وجفا اور جہل وضلالت کی گردن کو توڑ گیا
اس نے خوش گفتاری اور کردار کی عظمت سے حامد
حق کا کلیجہ ٹھنڈا کیا باطل کی آنکھیں پھوڑ گیا۔

ملفوظات

حضور سیدنا جلالۃ الارشاد علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اتباع روح انسانی کی حیات وسعادت ہے۔

۲۔ مسلمان اس لئے پیدا ہوا کہ اس کی زندگی کی ہر سانس ذکر خدا اور ذکر رسول اور اعلائے کلمۃ الحق میں بسر ہو۔

۳۔ تمام اہل سنت کی خیر خواہی بیں رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ ہے اور ان کے ساتھ اتفاق ومحبت کمال ایمان کی علامت ہے۔

۴۔ ہر حق والے کو اس کا حق دو، اکابر کی تعظیم وادب کرو، اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت ورحمت کے ساتھ پیش آؤ۔

۵۔ حق کی تائید کرو اور اسے قبول کرو، اگرچہ تمہارا مخالف یا تم سے چھوٹا بول رہا ہو۔ حق کو تسلیم کرنے سے اقتدار کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔

۶۔ امانت الٰہیہ جس کی بنیاد پر انسان کو خلافت الٰہیہ ملی ہے اس کی قدر کرو، فرشتوں میں لائق قدر وذکر بن جاؤ گے۔

۷۔ اہل سنت وجماعت کے مسلک پر جو اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام سے مشہور ومعروف ہے سختی کے ساتھ قائم رہو اور

اس کے مخالفین سے قطع تعلق کرو۔ ان کی تعظیم نہ کرو۔ ان سے الگ رہو کہ بدمذہبوں کی صحبت واختلاط ایمان کے لئے زہر ہلاہل ہے۔

۸۔ اپنے برادران طریقت سے خاص ہمدردی ومحبت رکھو، ان کی عزت کرو، ان کی مدد کرو۔

۹۔ فرائض وواجبات شریعت پر پابندی کے ساتھ عمل کرو۔ خود بھی نماز پڑھو اور اہل وعیال کو پڑھاؤ۔ زبان کو، نظر کو، قدم کو، قلم کو، بدزبانی، بدنظری، بے راہ روی اور غلط نگاری سے بچاؤ۔

۱۰۔ علمائے کرام واولیائے عظام کی صحبت ومحبت ابدی سعادتوں کا دروازہ کھولتی ہے۔

۱۱۔ خانقاہ جسم ہے، اور مدرسۂ علم دین اس کی روح رواں ہے۔

۱۲۔ کذب وبہتان اور مسلمان کی عیب جوئی وبے آبروئی ایمان والوں کا شیوہ نہیں۔

۱۳۔ شریعت قانون الٰہی ہے۔ اور طریقت اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کا نام ہے۔ شریعت رضوان ربانی کا صدر دروازہ ہے بے اتباع شریعت کوئی ولی نہیں ہو سکتا، کوئی صاحب طریقت نہیں ہو سکتا۔ شریعت ہی معیار کمال ہے۔ شریعت ہی معراج حیات ہے۔

۱۴۔ زندگی کی ایک ایک سانس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر وقیمت سمجھنا دانشمندی ہے اور اسے لایعنی باتوں اور کاموں میں صرف کرنا حماقت۔ نعمتہائے الٰہیہ پر ادائے شکر کا اعلیٰ طریقہ نماز ہے۔ عبودیت وعبدیت میں کمال انسان کا کمال ہے۔

Scanned by CamScanner

۱۵۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب عظیم الشان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین وآسمان میں قابل ذکر بنا دیتا ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ماں باپ، زن و فرزند، عشرت وخاندان بلکہ سارے جہان سے زیادہ محبوب نہ سمجھے وہ ناقص مسلمان ہے۔ ولایت وخلافت کی اصل یہی محبت ہے ؎

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

رئیس کوثر بھاگلپوری

ارے چند الیتے جاناں میں پیام لکھ رہا ہوں
ابھی حضرت نمازی کا سلام لکھ رہا ہوں

شب ہجر دل کی تختی پہ سکون دل کی خاطر!
ترے غم کے آنسوؤں سے ترا نام لکھ رہا ہوں